اکتوبر ۹۱

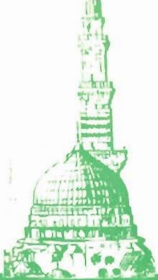

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن العزیز

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَٰكِن

رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ (الاحزاب)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ رَبَّكُمْ وَاحِدٌ وَأَبَاكُمْ وَاحِدٌ

وَدِينُكُمْ وَاحِدٌ وَنَبِيُّكُمْ وَاحِدٌ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

عظمت کی سجدہ ریزی

میں تو کبھی کبھی یوں بھی سوچا کرتا ہوں کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ، آپ کے کمالات، آپ کے محاسن، غرض یہ کہ آپ کی مختلف الانواع بے مثال خوبیوں کو دیکھ کر جی یہ چاہتا ہے کہ ایسے گوناگوں محاسن سے متصف شخصیت کو کیوں نہ معبود بنا لیا جائے۔ مگر جب اس عظمت کو کسی دوسری عظمت کے حضور انتہائی عاجزی اور انکساری کے عالم میں پوری دردمندی کے ساتھ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰی کہتے ہوئے سجدہ ریز پاتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ جس کے آستانۂ عالیہ پہ یہ عظمت سرنگوں ہے وہ ذات کتنی عظیم، کتنی بلند اور کتنے اوصاف و محاسن کی مالک ہے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ ہمیں تو ختم المرسلین کی عظمت نے اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ کی عظمت و رفعت سے روشناس کرایا ہے ؎

یتیمِ مکہ محمدؐ کہ آبروئے خدا است
کسے کہ خاکِ رہش نیست بر سرش خاک است

(امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۷۵۵

ربیع الاوّل ۱۴۱۲ھ
اکتوبر ۱۹۹۱ء
جلد ۲ ● شمارہ ۱۰

رئیس التحریر : ابن امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری
مدیر : سید محمد کفیل بخاری

سرپرست اکابر

حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ
مولانا محمد اسحٰق صدیقی مدظلہ
مولانا حکیم محمود احمد ظفر مدظلہ
مولانا محمد عبداللہ مدظلہ
مولانا عنایت اللہ چشتی مدظلہ
مولانا محمد عبدالحق مدظلہ

رفقاءِ فکر

— سید عطاء المؤمن بخاری
— سید عطاء المھیمن بخاری
— سید عبدالکبیر بخاری
— سید محمد ذوالکفل بخاری
— سید محمد ارشد بخاری
— سید خالد مسعود گیلانی
— عبداللطیف خالد ● اختر جنجوا
— عمر فاروق عمر ● خادم حسین
قمر الحسنین

زرِ معاونت اندرونِ ملک

فی پرچہ : =/۶ روپے
سالانہ : =/۶۰ روپے

بیرونِ ملک
سعودی عرب، عرب امارات، مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت، بنگلہ دیش، انڈیا، امریکہ، برطانیہ، تھائی لینڈ، ہانگ کانگ، برما، نائیجیریا، جنوبی افریقہ، شمالی افریقہ /۲۰۰ روپے سالانہ پاکستانی

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ [شعبۂ تبلیغ] عالمی مجلس احرارِ اسلام

دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان (پاکستان) فون : ۴۲۸۱۳

ناشر : سید محمد کفیل بخاری، پرنٹر : تشکیل احمد اختر، مطبع : تشکیل نو پرنٹرز بیرون خونی برج ملتان، مقامِ اشاعت : دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

طلوع	علامہ شبلی نعمانی	
	خواجہ حسن نظامی	8
	چوہدری افضل حق	9
	مولانا ابوالکلام آزاد	11
ظہور و مقصد ظہور	قاضی محمد سلیمان منصور پوری	12
بعثت النبی صلی اللہ علیہ وسلم		
	مولانا عبدالحق چوہان	17
	نپولین بونا پارٹ	20
	سراج الدین ظفر مرحوم	22
	مولانا سید ابو معاویہ ابوذر بخاری	23
	پروفیسر عابد صدیق	24
	سید عطاء المحسن بخاری	25
	عبدالواحد بیگ	26
	خالد حسین	27
زبان میری ہے بات ان کی		
نظریہ امامت	حکیم محمود احمد ظفر	29
عورت اور پردہ	پروفیسر خالد شبیر احمد	39
	جناب محمد حسن حسنائی مظفر	
احتجاج		
حسن انتقاد	سید محمد ذوالکفل بخاری	52
نظم	محمد اکرام تائب	56

دل کی بات

شیعہ لیڈر مسٹر ساجد نقوی نے ۳۰ ستمبر کو لاہور میں مینار پاکستان کے زیر سایہ اپنی قوم کو بھاشن دیتے ہوئے کہا

(۱) "جو پولیس والا تمہارے گھر میں گھسے اسے گولی مار دو (۲) ہم اپنے خلاف استعمال ہونے والی غلیظ زبان پر بھی گولی ماریں گے" مسٹر نقوی گزشتہ کئی ماہ سے مسلسل اسی قسم کے دھمکیاں دے رہے ہیں جن کے ذریعہ شیعہ گروہ کو وطن عزیز میں مسلح بغاوت کے لیے اکسایا جارہا ہے۔ حالیہ بیان اس سلسلے کی آخری کڑی ہے۔ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ مسٹر نقوی نے کس برتے پر اور کس کی شہ پر یہ تشدد آمیز اور باغیانہ لب ولہجہ اختیار کیا ہے۔ دراصل انہوں نے شیعہ گروہ کو ملکی آئین سے کھلم کھلا بغاوت اور ملک کی قطعی اکثریت اہل سنت و الجماعت کے سر کردہ رہنماؤں اور کارکنوں کے قتل عام کا پروگرام پیش کیا ہے۔ قارئین حال ہی میں رونما ہونے والے چند واقعات ملاحظہ فرمائیں

۶ ستمبر کو لاہور میں سپاہ صحابہ کے جلسہ میں بم دھماکہ ہوا۔ ۲ کارکن شہید ہوئے ملزم ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے۔ خان گڑھ میں مولانا محمد یوسف کے گھر میں بم پھینک کر انہیں قتل کرنے کی کوشش کی گئی، ملزم گرفتار ہوئے اور انہوں نے اقبال جرم کیا۔ کوٹلہ عیسی (احمد پور شرقیہ) میں مولانا عبدالعزیز اور ان کی اہلیہ کو قتل کیا گیا جو ۲۸ ملزم گرفتار ہوئے وہ تربیت یافتہ دہشت گرد ہیں۔ پولیس کے بقول ایک مفرور ملزم "مرید حسین" تربیت یافتہ کمانڈو ہے اور بہاولپور میں میڈیکل کا طالب علم ہے۔ ان ملزموں سے علماء کی ایک فہرست بھی ملی ہے جنہیں وہ قتل کرنا چاہتے ہیں۔ لیہ میں ایک کمسن اور نو عمر طالب علم حافظ محمد طلحہ کو راہ چلتے اغوا کر کے اس پر تشدد کیا گیا اور پھر بینڈ گرنیڈ اس کے ہاتھوں میں دیکر گرفتار کرادیا گیا۔ تیرہ دن اس سے قبل مولانا عبدالصمد آزاد کو قتل کیا گیا۔ گوجرانوالہ میں آئی ایس او کے دہشت گرد نوجوان دھماکہ خیز مواد تیار کرتے ہوئے گرفتار ہوئے۔ ملتان میں ۹ ستمبر کی شب معروف شیعہ مرکز شاہ یوسف گردیز میں بم دھماکہ ہوا۔ دو شیعہ جاں بحق ہوئے۔ شیعوں نے حضرت مولانا سید عطاالمحسن بخاری مدظلہ، مولانا ضیاالرحمن مولانا سلطان محمود ضیاء اور نوجوان خالد محمود کھوکھر کو پرچہ میں نامزد کیا۔ الزام یہ عائد کیا کہ ان علماء کرام کے ایما پر خالد محمود کھوکھر نے بم پھینکا ہے۔ خالد محمود کو گرفتار کرلیا گیا ہماری پختہ رائے ہے کہ ملتان کا دھماکہ خود شیعوں نے کرایا ہے

اطلاعات کے مطابق ان حادثات میں ایک ہی ساخت کے بم استعمال ہوئے ہیں۔ حکومت اس سے بے خبر نہیں ہے پھر بھی سب کچھ کون کرا رہا ہے؟ اب اگر واقعات و حادثات کو مسٹر نقوی کے حالیہ بیان کے تناظر میں جانچا اور پرکھا جائے تو ملک میں ہونے والی دہشت گردی کے سارے پہلو اظہر من الشمس ہو جاتے ہیں کہ کونسا گروہ وطن عزیز میں قتل و غارت گری کر کے "خونی شیعہ انقلاب" کی راہ ہموار کرنا چاہتا ہے۔ شیعہ اہل البیت لبنان کی طرز پر یہاں کام ہو رہا ہے اور پاکستان کو "لبنان" بنانے کی مذموم سعی کی جارہی ہے۔

خصوصاً علماء کرام اور اپنے دیگر مخالفین کا بے دریغ اور وحشیانہ قتل لبنانی دہشت گردی کا ہی ایک انداز ہے شیعہ ملک کی اکثریت اہل سنت کے بنیادی حقوق غصب کر کے بہر صورت اقتدار پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں یہاں جبراً ایرانی انقلاب درآمد کیا جارہا ہے۔ ملک بھر میں خانہ ہائے فرہنگ ایران تمام سفارتی آداب و تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر مذہب و ثقافت کی آڑ میں بھرپور انقلابی اور باغیانہ سرگرمیوں میں، ہمہ وقت مصروف ہیں۔

جہاں تک مسٹر نقوی کی طرف سے پولیس کو گولی مارنے کا حکم دینے کا تعلق ہے اس کا جواب تو خود حکومت کو دینا چاہیئے اور اپنی متعین کردہ حیثیت کے بارے میں بھی سوچنا چاہیئے۔ لیکن اس بیان کے دوسرے حصے کے ضمن میں "جواب آں غزل" کے طور پر کچھ باتیں کہنا ہم اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہیں۔ شیعہ گروہ کے خلاف کسی سنی عالم نے کبھی غلیظ زبان استعمال نہیں کی بلکہ یہ تو خود شیعوں کا عقیدہ و مسلک اور پیشہ و شیوہ ہے۔ دنیا کے کسی بھی مذہب میں گالی گلوچ کا تصور تک نہیں جبکہ شیعہ مذہب دنیا کا واحد مذہب ہے جس کی بنیاد ہی "تبرّا" ہے اور "تبرّا" کے بغیر شیعہ مذہب مکمل نہیں۔ ذریت ابن سبا اور خیشان عجم صدیوں سے ازواج و اصحاب رسول علیہم الرضوان پر تبرا کی صورت میں غلاظت اگلتے چلے آرہے ہیں۔ امہات المومنین میں سے خصوصاً صدیقہ کائنات سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ اور سیدہ ام حبیبہ رملہ صلوۃ اللہ علیہم اجمعین اور اصحاب رسول علیہم الرضوان میں سے چند ایک کو چھوڑ کر باقی سب کے خلاف زبان و قلم سے غلاظت اگلنا اور پھر اسے چاٹنا علقی زادوں کا عقیدہ و مسلک ہے، پہلے تو وہ یہودیوں کے تتبع میں "کتمان و تقیہ" یعنی اپنا اصل مسلک چھپانے پر عمل پیرا تھے مگر ایران انقلاب کے بعد وہ کھلم کھلا اور جارحانہ انداز میں ازواج و اصحاب رسول علیہم الرضوان کے خلاف شش جہت سے حملہ آور ہوئے اور ان عفت مآب ہستیوں کے خلاف سب و شتم کا بازار گرم کردیا ان کی زبان و قلم دونوں سے پھو جھڑنے لگے۔ طرفہ تماشا یہ ہے کہ غلیظ زبان خود استعمال کرتے ہیں اور الزام اہل سنت پر دھرتے ہیں اہل بیت (ازواج مطہرات) اولاد رسول اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا احترام اور قرآن و حدیث میں ان کے متعین کردہ مقام و منصب کا تحفظ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔ اس لئے ہر سنی اور مومن اس قدسی صفت جماعت کے کسی ایک فرد کی توہین کے تصور و خیال کو بھی کفر سمجھتا ہے۔

مسٹر نقوی اگر "شیعہ کافر" کے نعرہ سے خوفزدہ اور لرز براندام ہیں تو انہیں اپنے عقیدۂ رجس اور زبان غلیظ کی تطہیر کرنی چاہیئے یہ نعرہ نہ صرف شیعہ جارحیت کا فطری ردعمل ہے بلکہ اللہ کے رسول کے حکم کا اظہار بھی ہے۔ جن کے ایمان کی تصدیق خود اللہ اور رسول نے کی ہو اور جن کی اتباع کا پوری امت کو حکم دیا گیا ہو ان پر تنقید کفر نہیں تو اور کیا ہے۔ جماعت صحابہ کرام پر سبّ و تبرا کرنے والوں پر اللہ اور اس کے رسول نے لعنت بھیجی ہے۔

مسٹر نقوی کو یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ اگر اہل سنت نے بھی اسی انداز میں سوچنا شروع کردیا اور جواباً

یہی اموختہ دہرایا تو کیا پھر شیعہ اقلیت کے لئے ایرانی سرحد سے ورے کوئی جائے پناہ بھی ہوگی؟ اس خانہ جنگی کا دائرہ کتنا وسیع ہوگا اور کیا نتائج نکلیں گے؟ اور پھر اس چتا میں کون راکھ ہوگا؟ شیعہ گروہ کے لئے دو ہی راستے ہیں وہ صحابہ کرام پر سب و تبرا کی غلاظت چاٹنا ترک کر دیں یا پھر جوابی رد عمل پر برہم ہونے کی بجائے اسے قبول کریں۔ انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ دم بریدہ سگان ابن سباء کا منہ بند کرنا ہر سنی کا عقیدہ اور غیرت ایمانی کا تقاضا ہے۔

ارباب حکومت اس کھلی جارحیت اور بغاوت کو آنکھیں بند کرکے قبول کئے بیٹھے ہیں۔ اس کی دو ہی وجوہ ہوسکتی ہیں یا تو حکمران مکمل طور پر جانب دار ہیں یا پھر ان میں شعور و تدبر کا فقدان ہے۔ دونوں میں سے کسی بھی صورت کو ہم قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ حکومت ملک کی اکثریت اہل سنت و الجماعت کے حقوق کا تحفظ کرے، تخریب کاروں، دہشت گردوں اور ملک کے باغیوں پر کڑی نظر رکھے، مسٹر نقوی کے حالیہ بیان پر اس کے خلاف بغاوت کا مقدمہ درج کرکے ملک و قوم کے باغیوں کے منہ میں لگام دے۔ علماء کے قاتلوں کو قرار واقعی سزا دے، اور سنیوں پر قائم کئے گئے جھوٹے مقدمات واپس لے۔ ہم ایران کے ساتھ بطور ایک اچھے ہمسایہ کے تعلقات رکھنا چاہتے ہیں مگر اپنے ملکی قومی اور دینی معاملات میں مداخلت ہر گز برداشت نہیں کرتے۔ حکومت پاکستان ایرانی مداخلت کا نوٹس لے اور حق ہمسائیگی سے تجاوز کی اجازت نہ دے ملک میں ہونے والی مبینہ دہشت گردی کو حکومتی حلقوں نے ہمیشہ را اور خاد کے کھاتے میں ڈالا ہے۔ اس سے انکار بھی نہیں کیا جاسکتا مگر را اور خاد کے ایجنٹ کون ہیں جن کے تعاون سے یہ خونی کھیل کھیلا جارہا ہے۔ تخریب کاری کے واقعات روزمرہ کا معمول ہو گئے ہیں۔ تلہ گنگ میں مجلس احرار اسلام کے رکن ملک محمد صدیق کو مسلسل قتل کی دھمکیاں خطوط کی صورت میں موصول ہورہی ہیں ایک مرتبہ ان کی دکان پر پانی کے کولر میں زہر بھی گھولا گیا جس سے کئی آدمی متاثر ہوئے۔

ہفت روزہ تکبیر کراچی کے مدیر جناب صلاح الدین روز اول سے ملک میں لسانی اور قومی عصبیتوں کو جنم دینے والوں کے خلاف جہاد کر رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں ان کے مکان پر مسلح افراد نے حملہ کیا۔ اس سے قبل بھی تکبیر کے دفتر پر حملے ہو چکے ہیں۔ ان کا قصور صرف اور صرف یہ ہے کہ وہ ملک دشمنوں کی طرف سے پھیلائے جانے والے لسانی تعصب اور دہشت گردی کی راہ میں سنگ مزاحم بن گئے ہیں۔ انہوں نے دہشت گردوں کے عقوبت خانوں کو طشت از بام کیا ہے۔ پاکستان کی صحافتی تاریخ میں صلاح الدین اور تکبیر کا نام زندہ رہے گا۔ ان کے خلاف جو ہتھکنڈے استعمال کئے جارہے ہیں۔ ان کی عمر بہت مختصر ہے۔ ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ مجرموں کو گرفتار کرکے سزا دی جائے اور صحافتی برادری کو تحفظ فراہم کیا جائے۔

یہ سب واقعات حکومت کی کمزوری کا نتیجہ ہیں اگر حکمران اس کا تدارک نہیں کرسکتے تو پھر یاد رکھیں کہ آنے والا طوفان سب کچھ بہا لے جائے گا اور انہیں بھی اس آگ میں جلنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے جو ملک دشمن اور باغی قوتوں نے بھڑکائی ہے۔

معاصر سے انتخاب

فساد کی اصل جڑ۔ تبرّا

ایک خبر کے مطابق صدر پاکستان جناب غلام اسحاق خان کے حالیہ دورۂ ایران میں ان سے پاکستان میں اہلِ تشیع کے خلاف فرقہ وارانہ کشیدگی اور امتیازی سلوک کی شکایت کی گئی اور صدر صاحب نے اس تاثر کو غلط فہمی کا نتیجہ قرار دیتے ہوئے وضاحت کی کہ اہلِ تشیع کو پاکستان میں مکمل تحفظ اور تمام حقوق حاصل ہیں۔

صدر صاحب کی تردید و وضاحت اپنی جگہ، لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ شیعہ سنی کشیدگی آج کا نہیں، صدیوں پرانا مسئلہ ہے اور اس کا وجود صرف پاکستان میں نہیں بلکہ خود ایران سمیت شام، عراق، لبنان، ہندوستان، افغانستان، حرمین شریفین غرض ہر اس جگہ ہے جہاں شیعہ اور سنی دونوں آباد ہیں یا کسی موقع پر یکجا ہوتے ہیں۔ اس لئے ہمیں اس اصل سبب تک پہنچنے کی کوشش ضرور کرنی چاہئے جو اس کشیدگی کو جنم دیتا ہے۔

فرقہ وارانہ فساد کا سبب ہمیشہ اشتعال ہوتا ہے۔ ایک فرقہ کے بعض افراد کی کوئی کارروائی دوسرے فرقہ کو مشتعل کردیتی ہے، جس سے کشیدگی رونما ہوتی ہے اور بروقت اس کی روک تھام نہ ہوسکے تو نوبت توڑ پھوڑ، مار دھاڑ اور قتل و غارت تک جا پہنچتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ شیعوں اور سنیوں کے درمیان کشیدگی کس کی اشتعال انگیزی سے شروع ہوتی ہے۔ اس سوال کو سامنے رکھتے ہوئے اہلِ تشیع اور اہلِ سنت دونوں کے عقائد کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ شیعوں کے تمام اکابر تو اہلِ سنت کے نزدیک بھی پوری طرح قابل احترام ہیں لہٰذا ان کی طرف سے شیعوں کے بزرگوں کے خلاف کسی اشتعال انگیزی کا کوئی امکان نہیں ہے، لیکن اس کے برعکس اہل تشیع کے بنیادی عقائد ہی میں یہ بات شامل ہے کہ گنتی کے چند کو چھوڑ کر نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ تمام جاں نثار ساتھی نعوذ باللہ غاصب، ظالم، منافق، مرتد اور کافر تھے جنہیں سنی مسلمان قرآن کے دیے ہوئے سرٹیفکیٹ "رضی اللہ عنہم و رضوعنہ" کے مطابق انبیائے کرامؑ کے بعد بہترین گروہ انسانی اور دربار نبوی سے جاری ہونے والی "الصحابی کلہم عدول" کی سند کے مطابق ایمان و اسلام کے بلند ترین مناصب پر فائز سمجھتے ہیں۔ پھر اہلِ تشیع اپنی اس رائے کو صرف رائے کی حد تک رکھنے کے بجائے، ان صحابہ کرامؓ

(بقیہ ص۵۲ پر)

طلوع

علامہ شبلی نعمانیؒ

چمنستان دہر میں بارہا روح پرور بہاریں آچکی ہیں چرخ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزم عالم اس سرو سامان سے سجائی کہ نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئی ہیں۔

لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں پیر کہن سال دہر نے کروڑوں برس صرف کر دیئے۔ سیارگان فلک اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے۔ چرخ کہن مدت ہائے دراز سے اسی صبح جاں نواز کے لیے لیل و نہار کی کروٹیں بدل رہا تھا۔ کارکنان قضا و قدر کی بزم آرائیاں، عناصر کی جدت طرازیاں ماہ و خورشید کی فروغ انگیزیاں ابر و باد کی تردستیاں، عالم قدس کے انفاس پاک، توحید ابراہیم، جمال یوسف، معجز طرازی موسیٰ، جاں نوازی مسیح، سب اسی لیے تھے کہ یہ متاع ہائے گراں اور شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں کام آئیں گے

آج کی صبح وہی صبح جاں نواز، وہی ساعت ہمایوں، وہی دور فرخ فال ہے [illegible] سیر اپنے محدود پیرایہ بیان میں لکھتے ہیں کہ آج کی رات ایوان کسریٰ کے ۱۴ کنگرے گر گئے، آتشکدہ فارس بجھ گیا، دریائے ساوہ خشک ہو گیا لیکن سچ یہ ہے کہ ایوان کسریٰ نہیں بلکہ شان عجم، شوکت روم، اوج چین کے قصر ہائے فلک بوس گر پڑے آتش فارس نہیں بلکہ جحیم شر، آتشکدہ کفر، آذرکدہ گمرہی سرد ہو کر رہ گئے۔ صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی، بتکدے خاک میں مل گئے۔ شیرازہ مجوسیت بکھر گیا، نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے [illegible]

توحید کا غلغلہ اٹھا چمنستان سعادت میں بہار آگئی، آفتاب ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں، اخلاق انسانی کا آئینہ پرتو قدس سے چمک اٹھا [illegible]

یعنی یتیم عبداللہ، جگر گوشہ آمنہ، شاہ حرم، حکمران عرب، فرمانروائے عالم، شہنشاہ کونین [illegible]

[illegible]

شمسہ نہ مسند ہفت اختران [illegible] ختم [illegible] خاتم [illegible] پیغمبران [illegible]

احمد مرسل کہ خرد خاک [illegible] او [illegible]

[illegible]

امی و گویا بہ زبان فصیح

[illegible]

رسم [illegible] تیغ [illegible] است

[illegible] میوہ، پس آرد بہار [illegible]

عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف فرما کے عزت و اجلال ہوا۔

اللھم صل علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم

خواجہ حسن نظامیؒ

چہرہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سب سے پہلا اور سب سے آخر، مشرق کا سورج مغرب کا ابر، عربی، ہاشمی، محمد، قدرت کا ظہور، فطرت الٰہ کا نور۔

پتھر اس کے بھوکے پیٹ پر بندھنے کو پیدا ہوئے، پیوند لگے کمبل، اس کا لباس بننے کو زمین پر نمودار ہوئے، مسکینی دستاری اس کے لئے وجود میں آئی، کہ اس کا سراپا کہلائے، غمخواری و غمگساری کو دنیا میں اس لئے جگہ ملی کہ محمدؐ اس کو برت کر دکھائے۔

میرا محمدؐ، مکہ میں پیدا ہونے والا محمدؐ مدینہ میں آخری عمر گزارنے والا محمدؐ غیریت مٹانے والا محمدؐ، اپنایت بتانے اور پھیلانے والا محمدؐ، میرا محمدؐ اور سب کا محمدؐ وہاں بھی محمدؐ اور پھر یہاں بھی محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

جب وہ ہندوستان میں مجھ کو یاد آئے، جب میں اس زمین پر بے کس ہو جاؤں اور گھبرا کر اپنے محمدؐ کی محبت کو پکاروں، جب میں عربی سمندر کو بمبئی کے پاس کھڑا ہو کر حسرت سے دیکھوں، کہ یہ میرے محمدؐ کے ملک سے نامزد ہے۔ تو مجھے مطعون نہ کرنا، مجھ کو دیوانہ نہ سمجھنا، کہ میں ان دنوں اس کی یاد کے بغیر ہوش میں نہیں رہ سکتا۔

مجھ سے میرے محمد کا ذکر کیا کرو، کہ غربت کی بھوک پیاس میں یہ نام مجھ کو تسلی دیتا ہے۔ محمدؐ کی امت نوازیاں مجھ کو سنایا کرو، کہ آج مجھ پر کوئی نوازش و مہر کی نظر نہیں ڈالتا۔

ہندوستان کے آٹھ کروڑ مسلمانوں کو محمدؐ کے تصور تک جانے دو، کہ محمدؐ ان کے تصور کے قریب کھڑے ہوئے پکارتے ہیں۔ اور لبیک یا امتی لبیک یا امتی کی صدا لگاتے ہیں۔

محمدؐ ہم تم کو کبھی نہ بھولیں گے، محمدؐ ہم تمہیں یاد کر رہے ہیں محمدؐ ہم تمہارے نام کے سہارے زندہ رہنا چاہتے ہیں، اور تمہارے ہی نام کی ہم میں اب بھی زندگی ہے۔

محبین اہل سنت و جماعت کیلئے ایک عظیم علمی تحفہ

نماز پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

جس میں

• مسائل قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور آثار صحابہؓ سے مدلل۔
• پیغمبر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی نماز کی واضح تصویر
• مستند ماخذ، علمی سرمایہ، عام فہم اندازِ بیان۔

دلکش ترتیب۔
• اردو خواں حضرات کیلئے مدنی تحفہ جس کی افادیت مسلمہ ہے
• امام ابوحنیفہؒ کی علمی عظمت، فلسفیانہ اندازِ استدلال اور سنت سے والہانہ وابستگی کی ایک جھلک۔

تالیف: الشیخ محمد الیاس فیصل مدینہ منورہ

تقدیم: الشیخ محمد شفیق اسعد

سنی پبلی کیشنز
پوسٹ بکس نمبر ۶۶، لاہور

ہر اچھے بک سٹال سے یا براہ راست ہم سے طلب کریں

قیمت ۵۱.۰۰ روپے

تصویر

مفکر احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ علیہ

کون ایسا باکمال مصور ہے جو اپنے موقلم کی جنبشوں سے نواح عرب کے ایک پاکباز نوجوان کی تصویر کھینچے جس کی حیا سے دنیا پارسائی کا سبق لے۔ جس کے لب قہقہہ سے نا آشنا ہوں، جس کا ہلکا تبسم اندھیرے کو اجالا کردے۔ ہاں مصور! رنگوں کی آمیزش میں اعتدال پیدا کر تا کہ پاک صورت میں نیک سیرت اس طرح جھلکتی نظر آئے کہ یہ تصویر نور کا جلوہ دکھائی دے۔ چہرے کے نقوش قلب کی بہترین کیفیتوں کے آئینہ دار ہوں۔ روئے روشن سے فاتح کی شان پیدا ہو مگر نشان تکبر ہویدا نہ ہو۔ وہ اہل دنیا کو دکھوں میں مبتلا دیکھ کر اندوہگیں نظر آئے مگر زمانے کی تلخیوں سے سرکہ جبیں نہ ہو۔

کوئی ایسی تصویر بنا جو مادیت کی آلودگیوں سے پاک ہو اور اس پر وجدانی کیفیت اور روحانی سکوت طاری ہو لیکن اس پر عمل سے عاری اور عزم سے خالی انسان کا گمان نہ ہوسکے بلکہ اس کے سکوت میں ہنگامے ہوں۔ اس کے دلکشا تیوروں میں مشکل کشائی کے ارادے چھپے ہوں۔ وہ سادہ لباس میں ہو مگر آنکھوں میں قناعت کی کائنات بھری ہو۔ اس کی بھرپور جوانی اور متناسب اعضا اور محتاط عادات محفوظ زندگی کی شہادت دیتے ہوں۔

قد درمیانہ ہوتا کہ نہ وہ کسی کو کمتر سمجھے اور نہ کوئی اسے حقارت سے دیکھے۔ اس کے رنگ میں اعتدال ہوتا کہ افریقہ کے کالے اور یورپ کے گورے کے لئے اس میں محبوبیت ہو اور دنیا کا نقشہ اس کے پاؤں تلے اس طرح بچھا رکھا ہو کہ رحمت کی ہواؤں سے اس کا دامن کرم اڑتا اڑتا تمام عرب و عجم کو اپنے سائے میں لے لے۔

مصور! حسن متین کی ایسی دلآویز تصویر بنا کہ جو دیکھے کہے کہ یہ سب سے بڑے صناع کی افضل ترین مخلوق ہے۔

قید جہت سے آزاد ایک آواز سنائی دی کہ اے مصور کے متلاشی! غور تو کر کہ نام نہاد مسلمانوں نے اپنے سجدوں کے لئے پہلے ہی لاکھوں آستانے تلاش کر رکھے ہیں۔ اگر تیرے ممدوح کی تصویر جائز ہوتی تو کون عقیدت مند تصویر جاناں، در بغل نہ رہتا اور حاجت روائی کے لئے اس تصویر کے سامنے دن میں ہزار بار سجدے نہ کرتا۔ اس زمانے میں ماسوئی پرستی کا یہ حال ہے کہ دست رحمت ہی سنبھالے تو کوئی سنبھل سکتا ہے۔ اگر تیرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر حرام نہ کردی جاتی تو یہ دنیا کا بہت بڑا فتنہ ثابت ہوتا۔

جوانی زندگی کی شگفتہ بہار ہے۔ تقرئی چاندنی کی سرمستی و سرشاری میں حسن دعوت لطف اندوزی دیتا ہے۔ اس زہد شکن موسم میں توبہ بھی پیغمبری ہے لیکن اس کی سہانی راتوں کی لطیف رعنائیوں سے اثر پذیر نہ ہونا صرف ان انسانوں کا کام ہے جن کی شان ادراک کی سرحد سے پار ہے۔ عمر کے اس حصہ میں جبکہ رنگین خواب دلپذیر نغموں سے معمور ہوتے ہیں اور انسان کیف و سرور میں کھویا ہوا ہوتا ہے، گناہوں سے اجتناب بڑی کامیابی ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایسی فطرت سعید کے مالک تھے کہ جذبات کا بے قابو ہوجانا تو کجا، خیال کا دامن بھی

آلودگیوں سے نہ چھوا تھا۔ دوست ان کے کیرکٹر کی عظمت کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ دشمن ان کی پاکبازی کے معترف ہوگئے۔ جس ملک میں حسن بے نقاب کو کھلے بندوں متاع ایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی اجازت ہو، عشق کی کشاکش سے بچ نکلنا ایسی سعادت ہے جو ہوسناکیوں کا حصہ نہیں ہوسکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جوانی شبنم صبح کی طرح آلودگیوں سے پاک تھی۔ اس پاکباز بڑھاپے میں الزام تراشی مخالفوں کی دشمنی ہے، واقعہ نہیں۔

آپؐ سے جس نے معاملہ کیا، دیانتدار پایا۔ اس دیانتداری اور پرہیزگاری کی وجہ سے زبان خلق نے جو "نقارۂ خدا" ہے، آپؐ کو "امین" کہہ کر پکارا۔ آپؐ کی امانت و دیانت کی شہرت گھر گھر پہنچی۔ ایک اونچے گھرانے کی پاکباز اور متمول بیوہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپؐ کو شریک تجارت بنایا اور دوسروں سے دگنا حق الخدمت دیا۔ آپؐ کے حسنِ معاملہ کو دیکھ کر خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے شریک زندگی بننے کی خواہش ظاہر کی۔ شادی کے اس پیغام کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبول فرمایا۔ جس طرح آپ اپنے مکارم اخلاق کی وجہ سے "امین" مشہور تھے، اسی طرح خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی پاک دامنی کی وجہ سے عورتوں میں "طاہرہ" کے نام سے معروف تھیں۔ ہرچند دونوں کے سن و سال میں تفاوت تھا مگر ذاتی اوصاف کی مناسبت نے ایک دوسرے کے لئے کشش پیدا کردی۔ چنانچہ مردوں کے ممدوح محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں میں سے ایک نیک سرشت خاتون کو شریک زندگی بنانا پسند فرمالیا۔ شادی کے وقت سرور عالمؐ کی عمر پچیس برس کی تھی اور حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر چالیس کے لگ بھگ تھی۔ متاہل زندگی میں دونوں کے تعلقات محبت کے میٹھے راگ کی طرح خوش گوار تھے۔ ان کی خوشیوں کے بہشت میں غصہ اور وساوس کے سانپ نے راہ نہ پائی تھی۔ چڑچڑا پن جو محبت کی مقراض ہے، ان کے نخل شادمانی کو چھو تک نہ گیا تھا۔

انسانی کیرکٹر کی عظمت اسی میں ہے کہ جس کو جس سے زیادہ واسطہ ہو وہ اس کی بڑائی کا زیادہ اقرار کرے۔ ریاکار کا ڈھول دور سے سہانا معلوم ہوتا ہے، اسے قریب سے دیکھئے تو اس کا پول کھل جاتا ہے۔ نیک انسان کے متعلق دور رہ کر بدگمانیاں رہتی ہیں۔ اس کا قرب اس کی محبوبیت کو اور بڑھا دیتا ہے۔

نرخنامہ اشتہارات

نقیب ختم نبوت

ٹائیٹل کا آخری صفحہ سالم =/۱۰۰۰ روپے
ٹائیٹل دوسرا اور تیسرا صفحہ =/۸۰۰ روپے
عام صفحہ (سالم) =/۳۰۰ روپے
" " (۱/۲) =/۲۰۰ روپے
" " (۱/۴) =/۱۰۰ روپے

مستقل معاونین کے لئے خصوصی رعایت ہوگی

مولانا ابوالکلام آزادؒ

ظہورو مقصودِ ظہور

ماہ ربیع الاول کی یاد میں ہمارے لیے جشن و مسرت کا پیام اس لیے تھا کہ اسی مہینے میں خدا کا وہ فرمانِ رحمت دنیا میں آیا جس کے ظہور نے دنیا کی شقاوت و حرمان کا موسم بدل دیا۔ ظلم و طغیان اور فساد و عصیان کی تاریکیاں مٹ گئیں۔ خدا اور اس کے بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ جڑ گیا۔ انسانی اخوت و مساوات کی یگانگت نے دشمنیوں اور کینوں کو نابود کر دیا اور کفر و ضلالت کی جگہ حق و عدالت کی بادشاہت کا اعلانِ عام ہوا:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ۙ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۔ (مائدہ ۵: ۱۵-۱۶)	اللہ کی طرف سے تمہاری جانب ایک نورِ ہدایت اور کتابِ مبین آئی۔ اللہ اس کے ذریعے سے اپنی رضا چاہنے والوں کو سلامتی اور زندگی کی راہوں پر ہدایت کرتا اور ان کے آگے صراطِ مستقیم کھولتا ہے۔

لیکن دنیا شقاوت و حرمان کے دور سے پھر دوچار ہو گئی۔ انسانی شر و فساد اور ظلم و طغیان کی تاریکی خدا کی روشنی پر غالب ہونے کے لیے پھیل گئی، سچائی اور راستبازی کی کھیتیوں نے پامالی پائی اور انسانوں کے بے راہ گلے کا کوئی رکھوالا نہ رہا۔ خدا کی وہ زمین جو صرف خدا ہی کے لیے تھی، غیروں کو دے دی گئی اور اس کے کرحق و عدل کے غمگساروں اور ساتھیوں سے اس کی سطح خالی ہو گئی؛

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِى النَّاسِ۔ (روم: ۴۱)	زمین کی خشکی اور تری دونوں میں انسان کی پیدا کی ہوئی شرارتوں سے فساد پھیل گیا اور زمین کی صلاح و فلاح غارت ہو گئی۔

پھر آہ! تم اس کے آنے کی خوشیاں تو مناتے ہو، پر اس کے ظہور کے مقصد سے غافل ہو گئے ہو اور وہ جس غرض کے لیے آیا تھا، اس کے لیے تمہارے اندر کوئی ٹیس اور چبھن نہیں۔

یہ ماہ ربیع الاول اگر تمہارے لیے خوشیوں کی بہار ہے، تو صرف اس لیے کہ اسی مہینے میں دنیا کی خزانِ ضلالت ختم ہوئی اور گلزارِ حق کا موسمِ ربیع شروع ہوا۔ پھر اگر آج دنیا کی عدالت سمومِ ضلالت کے جھونکوں سے مرجھا گئی ہے تو اے غفلت پرستو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ بہار کی خوشیوں کی رسم تو مناتے ہو مگر خزاں کی پامالیوں پر نہیں روتے؟

مجلسیں روشن اور دل تاریک

تم اپنے گھروں کو مجلسوں سے آباد کرتے ہو، مگر تمہیں اپنے دل کی اجڑی ہوئی بستی کی بھی کچھ خبر ہے؟ تم کافوری شمعوں کی قندیلیں روشن کرتے ہو، مگر اپنے دل کی اندھیاری کو دور کرنے کے لیے کوئی چراغ نہیں ڈھونڈتے۔ تم پھولوں کے گلدستے

سجاتے ہو، مگر آہ! تمھارے اعمالِ حسنہ کا پھول مرجھا گیا ہے۔ تم گلاب کے چھینٹوں سے اپنے رومال و آستین کو معطر کرنا چاہتے ہو، مگر آہ! تمھاری غفلت کہ تمھاری عظمتِ اسلامی کی عطر بیزی سے دنیا کے مشامِ روح یکسر محروم ہیں! کاش تمھاری مجلسیں تاریک ہوتیں، تمھارے اینٹ اور چونے کے مکانوں کو زیب و زینت کا ایک ذرہ نصیب نہ ہوتا، تمھاری آنکھیں رات رات بھر مجلس آرائیوں میں نہ جاگتیں، تمھاری زبانوں سے ماہ ربیع الاول کی ولادت کے لیے دنیا کچھ نہ سنتی، مگر تمھاری روح کی آبادی معمور ہوتی، تمھاری زبانوں سے نہیں مگر تمھارے اعمال کے اندر سے اسوۂ حسنۂ نبوی کی مدح و ثنا کے لیے ترانے اٹھتے: فانها لا تعمى الابصار ولكن تعمى القلوب التي في الصدور[1]۔

مجھے یہ ڈر ہے دلِ زندہ، تو نہ مر جائے

کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

پھر آہ وہ قوم، اور صد آہ اس قوم کی غفلت و نادانی، جس کے لیے ہر جشن و مسرت میں پیامِ ماتم ہے اور جس کی حیاتِ قومی کا ہر قہقہۂ عیش، فغانِ حسرت ہو گیا ہے، مگر نہ تو ماضی کی عظمتوں میں اس کے لیے کوئی منظرِ عبرت ہے، نہ حال کے واقعات و حوادث میں کوئی پیامِ تنبہ و ہوشیاری ہے اور نہ وہ مستقبل کی تاریکیوں میں زندگی کی کوئی روشنی اپنے سامنے رکھتی ہے۔ اسے اپنی کامجوئیوں اور جشن و مسرت کی بزم آرائیوں سے مہلت نہیں، حالانکہ اس کے جشن و طرب کے ہر دور میں ایک نیا ایک پیامِ ماتم و عبرت بھی رکھ دیا گیا ہے، بشرطیکہ آنکھیں دیکھیں، کان سنیں اور دل کی دانائی غفلت و سرشاری نے چھین نہ لی ہو: ان في ذلك لذكرى لمن كان له قلب او القى السمع وهو شهيد[2]۔

---

[1] حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی اندھے پن میں پڑتا ہے تو آنکھیں اندھی نہیں ہوجایا کرتیں دل اندھے ہوجاتے ہیں جو سینوں میں پوشیدہ ہیں (حج ۴۶)

[2] یقیناً اس میں اس کے لیے نصیحت ہے جس کا دل ہے درانحالیکہ وہ کان لگاتا ہے اور اس کا دل حاضر ہے (سورہ ق: ۳۷)

بقیہ از ص ۱۶

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَالِهٖ — کوئی مومن نہیں بن سکتا، جب تک میں اسے اس کے اہل و مال سے زیادہ محبوب نہیں ہوتا۔

ہمارا اعتقاد ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ صرف محبوب بلکہ حبیب ہیں، یعنی حضور کے وہ صفاتِ عالیہ اور فضائلِ متکاثرہ اور محاسنِ جمیلہ اور نعوتِ رفیعہ جنھوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حبیبِ خدا اور محبوبِ خلقِ خدا بنا دیا ہے، ثبات و استقرار رکھتے اور دوام و بقا سے متمکن ہیں۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری

حُبُّ النّبی صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

غزلیات وادبیات کے شیدا لفظ عشق کا استعمال اکثر کیا کرتے ہیں۔ قرآن مجید اور احادیث پاک کے ماہرین سے یہ امر مخفی نہیں ہے کہ ہر دو کلام پاک میں لفظ عشق کا استعمال نہیں ہوا ہے[1] قاموس میں ہے: اَلْجُنُوْنُ فُنُوْنٌ والعشق من فنه يستجلبه المرء على نفسه باستحسان بعض الصور و الشمائل یعنی جنون کے بہت سے اقسام میں عشق بھی جنون کی ایک قسم ہے۔ اس مرض کو انسان اپنے نفس پر بعض صورتوں یا خصلتوں کے اچھا سمجھ لینے سے خود وارد کر لیا کرتا ہے۔

پس حب عشق کے معنی قسمے از جنون ہوئے تو ضروری تھا کہ خدا و رسولؐ کے پاک کلام میں اس لفظ کا استعمال نہ کیا جاتا اور اسے فضائل محمودہ یا محاسن جمیلہ سے شمار نہ کیا جاتا۔ بے شک قرآن حکیم اور احادیث رسولِ کریم میں لفظ محبت کا استعمال ہوا ہے اور اس سے ثابت ہو گیا کہ محبت ہی صفت کمال انسانی ہے۔

محبت اور عشق میں یہ بھی فرق ہے کہ محبت روح کے میلان صحیحہ کا نام ہے اور عشق میں اس شرط کا پایا جانا ضروری نہیں۔ محبوب وہ ہے جو فی الواقع اپنے کمالات علیہ کی وجہ سے محبت کیے جانے کے شایاں ہو۔ معشوق وہ ہے جسے کسی نے اچھا سمجھ لیا ہو۔ محبوب، محبوب ہی ہے۔ خواہ کوئی محب پیدا ہو یا نہ ہو، مگر معشوق، معشوق نہیں، جب تک کوئی اس کا عاشق موجود نہ ہو۔ غالباً مشہور مثل "لیلیٰ را بچشم مجنوں باید دید" کے واضع نے انہی معانی کو ایک دوسرے اسلوب میں بیان کر دیا ہے۔

بعض نے محبت کے معنی شوق الی المحبوب بیان کیے ہیں۔

بعض کہتے ہیں کہ محبت ایثار للمحبوب کا نام ہے۔

بعض نے کہا محبت اسے کہتے ہیں کہ قلب کو مراد محبوب کا تابع بنا دیا جائے۔ میرے نزدیک تعریف محبت تو وہی ہے جو ہم اوپر لکھ آئے ہیں اور یہ معانی تو صرف ثمرات محبت کو بیان کرتے ہیں۔

محبت روح انسانی کی وہ صفت نورانی ہے جو جسم انسانی میں آنے سے پیشتر بھی رُوح کے اندر پائی

[1] ولا يحفظ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انظ العشق فی حدیث صحیح البتته زاد المعاد جلد ۲ ص ۹۶ واضح ہو کہ حدیث من عشق فعف فمات فهو شهيد اور حدیث من عشق وکتم وعف وصبر الخ ہر دو صحیح نہیں۔ ابن جوزی نے موضوعات میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کا راوی صرف سوید بن سعید ہے اور ائمہ حدیث نے اس کی نسبت سخت ترین الفاظ استعمال کیے ہیں

باقی اور کارفرما تھی۔ حدیث شریف اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ الخ اسی معنی کی جانب اشارہ کرتی ہے۔

محبت کے مدارج محبوب کے مدارج پر منحصر ہوتے ہیں۔ محبوب جتنا زیادہ ارفع و اعلیٰ ہوگا محبت کا درجہ بھی اُسی قدر ارفع و دائمی ہوگا۔ محبت کو ذات و صفات محبوب سے جس قدر زیادہ عرفان ہوگا اسی قدر زیادہ استحکام سے اُس کا اُس کی جانب میلان ہوگا۔

یُحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ (۲: ۱۶۵)	مشرک لوگ شرکا کے ساتھ اللہ کی محبت جیسی محبت کرتے ہیں، مگر جو ایمان والے ہیں اُن کی محبتیں خدا کے ساتھ بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہیں۔

یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لکھنے کا مقصد اس خاکسار کا بلکہ جملہ علمائے کبار کا یہی ہے اور یہی ہونا چاہیئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کے متعلق پڑھنے والے کے قلب کو ایمان، فواد کو ایقان، روح کو راح اور صدر کو انشراح حاصل ہوجائے اور محبت کا وہ پاک چشمہ جو خس وخاشاکِ علائق سے دب گیا تھا یا سنگلاخ جہل میں رُک گیا تھا۔ پھر فوارہ وار اُسی بلندی تک موجزن ہوجائے جس بلندی سے چلا تھا۔

محبت ہی یاس کو دھکیل دینے والی اور مصائب کو کشادہ پیشانی کے ساتھ جھیل لینے والی ہے۔ محبت ہی دل کی زندگی اور زندگی کی کامیابی ہے۔ محبت ہی کامیابی کو دوام و بقا کا تاج پہناتی اور پھر اس بقا کو تختِ ارتقا پر بٹھاتی ہے۔

محبت ہے، جس کی صفت میں حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا ہے:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ [1]	ہر شخص کا حشر اُس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے۔

ہم لکھ چکے ہیں کہ محبت کی بنیاد کسی کمال اصلی پر ہوتی ہے۔ سینکڑوں اشخاص حاتم طائی سے محبت رکھتے ہیں، اس لیے نہیں کہ اُنھیں اس کی جائداد سے کوئی پیسہ یا پائی ملی ہے، بلکہ اس لیے کہ ایسے اشخاص کو صفت جود وسخا سے محبت ہوتی ہے۔ سینکڑوں اشخاص نوشیرواں عادل سے محبت رکھتے ہیں، نہ اس لیے کہ ان کو کسی مظلمہ میں دادرسی یا کسی دعویٰ میں ڈگری اُس کی دادری گاہ سے ملی ہو، بلکہ اس لیے کہ یہ لوگ صفت عدل و داد کو محمود سمجھتے ہیں۔

سینکڑوں اشخاص رستم و اسفندیار کی داستان کو پورے جوش سے پڑھتے یا سرگرمی سے سُنا کرتے ہیں۔ اس لیے نہیں کہ وہ بھی ان کی فتوحات میں حصہ دار ہیں، بلکہ اس لیے کہ صفتِ مردانگی و شجاعت سے اُن کو محبت ہوتی ہے۔

---

[1] صحیح بخاری عن ابی موسیٰ باب علامۃ الحب۔ کتاب البر والصلۃ۔

بیسیوں اشخاص سقراط و افلاطون کے نام محبت اور پیار سے لیا کرتے ہیں، اس لیے نہیں کہ وہ بھی ان کے مدرسہ خاص میں جس کے دروازے عوام پر ہمیشہ بند رہتے تھے کچھ اسباق سُن چکے ہیں بلکہ اس لیے کہ یہ لوگ علم و حکمت کے خود قدر دان ہوتے ہیں۔

بیسیوں اشخاص شیکسپیئر، ہومر، فردوسی و سعدی، لبید متنبی، بیاس اور دا لمیک کی فصاحت و بلاغت کے بیان میں اپنی تمام تر قوتِ گویائی کو صرف کر دیا کرتے ہیں، اس لیے نہیں کہ وہ بھی اس شہرت دہی کے اجارہ دار ہیں۔ بلکہ اس لیے کہ یہ لوگ راز فطرت انسانی کے مشتاق ہوتے ہیں، اور ہر شخص کی مدح کہ جو اس فن میں تکلّم کرے پسند کرتے ہیں۔

یہاں جس ہستی مزکّی کی محبت کا مذکور رہے، اس کی شانِ بلند کا تعقّل کرنے کے لیے خیال کرو:

ایک	آدم علیہ السلام	انابت الی اللہ کا راز آشکارا کرنے والا۔
ایک	ادریس علیہ السلام	علوم اوّلین و آخرین کا درس دینے والا۔
ایک	نوح علیہ السلام	اسرار و اعلان سے تبلیغ کرنے والا۔
ایک	ابراہیم علیہ السلام	گنہگاروں کے لیے رب العزت سے درگزر اور رحمت کا سوال کرنے والا۔
ایک	اسمٰعیل علیہ السلام	بیت اللہ کو معظّم ٹھہرانے والا۔
ایک	یعقوب علیہ السلام	خدائے قادر سے عہد باندھنے والا۔
ایک	یوسف علیہ السلام	بدخواہ اور بداندیش پر ترحم کرنے والا۔
ایک	موسیٰ علیہ السلام	قوم کو برگزیدہ بنانے والا۔
ایک	ہارون علیہ السلام	امام فصیح۔
ایک	یحییٰ علیہ السلام	مبلّغ متواضع۔
ایک	داؤد علیہ السلام	قوم کو اجتماعی قوت دینے والا۔
ایک	سلیمان علیہ السلام	خدا کے لیے پاک گھر بنانے والا۔

صلّی اللہ علیہ و علیٰ جمیع اخوانہ من النبیین والمرسلین۔

ہاں وہ جس کے منہ میں خدا کا کلام ہونے کی خبر موسیٰؑ نے دی۔

ہاں وہ جسے مسیح علیہ السلام نے روح الحق بتایا۔

ہاں وہ جس کی ہیبت و جلال سے داؤد علیہ السلام نے دشمنوں کو مرعوب بنایا۔

ہاں وہ   جس کے حسن و جمال کا نشید سلیمان علیہ السلام نے مقدس ہیں گایا۔
وہ   جس کی حمد سے حبقوق علیہ السلام نے عالم کو پر آوازہ کیا۔
وہ   جس کے خیر مقدم کی تہنیت سے ملاکی نے خدا کے گھر کو جلال دیا۔
وہ   جس کے لباس اور ران پر "شہنشاہوں کا شہنشاہ، خداوندوں کا خداوند" لکھا ہوا یوحنا نے پڑھا۔
وہ   جس کے پیچھے آسمانی فوجوں کا چلنا صاحب مکاشفات نے مشاہدہ کیا۔

کیا کوئی صاحب بصر، صاحب دل۔

ایسے محبوب، ایسے محمود، ایسے مصطفیٰ، ایسے محمدؐ پر دل و جان سے فدا نہ ہوگا اور اس فدا ہونے کو اپنے لیے غایتِ شرف اور انتہائی کمالِ انسانیت نہ سمجھے گا۔

یاد رکھو کہ آیتِ ذیل میں اسی راز کا انکشاف کیا گیا ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ
وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ
اِقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ
مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ
وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا
حَتّٰى يَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ (۹ : ۲۴)

سب لوگوں کو سنا دے کہ اگر تم کو ماں، باپ، بیٹے، بیٹیاں
بہن بھائی، زن و شوہر، قوم و قبیلہ اور مال جو تم نے جمع کیا
ہے اور تجارت جس کے خسارہ کا تم کو ڈر لگا رہتا ہے اور
وہ محل جن میں بسنا تم کو اچھا معلوم ہوتا ہے (وہ سب) زیادہ
پیارے ہیں خدا اور رسول سے اور راہِ خدا میں جہاد کرنے
سے تب تم منتظر رہو کہ خدا تمہارے لیے اپنا کوئی حکم دے۔

اس آیت میں جن جن شخصیتوں یا چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے، اُن کی محبت عام میلانِ انسانی کے موافق مسلّم ہے اور اسی لیے رب العالمین نے جو فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا کا مالک ہے، ان سب کے ساتھ انسانی محبت کی نفی نہیں فرمائی اور نہی نہیں کی۔ بلکہ تفریقِ درجات کے سبق کی تعلیم دی ہے ؏

گر فرقِ مراتب نکنی زندیقی!

یہی راز صحیحین میں اس حدیث پاک عن انسؓ میں کھولا گیا ہے:

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ
مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

کوئی شخص تم میں سے مومن نہیں بن سکتا جب تک اُسے
رسول اللہ کے ساتھ ماں، باپ اور اولاد اور باقی سب
اشخاص سے بڑھ کر محبت نہ ہو۔

صحیح ابن خزیمہ میں ہے:[1]

(بقیہ ص ۱۷ پر دیکھیں)

[1] زرقانی جلد ۶ ص ۲۸۰

مولانا عبدالحق چوہان

لمعاتِ سیرت

فاران کی چوٹیوں سے نور نبوت کا ظہور ہوا تو اس وقت خطہ ارضی ضلالت وگمراہی کے تہ بہ تہ بادلوں کی ظلمت کے پردے میں لپٹا ہوا تھا اور پوری دنیا سیاسی سماجی اور اخلاقی اعتبار سے عالمگیر روحانی بیماری میں مبتلیٰ تھی جو ہر انسانیت طبقہ واریت اور خود ساختہ طبقاتی تقسیم کی دل دل میں زیر خاک ہو کر مستور ہوچکا تھا۔ اخلاق اور مکارم اخلاق کا وجود تو درکنار اس کے نام ہی سے دنیا ناآشنا تھی۔ جنسی بے راہ روی اور حیا سوز اعمال بد کا بازار گرم تھا۔ قبائلی تفاخر کے باعث امن وسکون کی زندگی کا وجود ہی ناممکنات میں شمار ہوتا تھا جزیرہ نمائے عرب کے اطراف کو احاطہ کرنے والی نام نہاد متمدن دو عظیم سلطنتیں روم اور ایران کے شاہی خاندان اپنی مسرفانہ زندگی عیش و تنعم پرستی میں تباہی کے عمیق گڑھوں میں گرے ہوئے تھے اور ان کے لوازم زندگی کے بے پناہ اخراجات کو برداشت کرنے کے باعث رعایا جان بلب تھی دنیا کی اس عمومی تباہی اور خدا کے اس باغی معاشرہ میں بعثت خاتم الانبیا کی شکل میں رحمت ایزدی کا ظہور ہوا خداوند قدوس کی طرف سے آپ ایک خصوصی فطرت سے نوازے گئے جس کی وجہ سے آپ مکارم اخلاق کے ممتاز ذروہ اعلیٰ پر فائز تھے آپ کے اخلاق کی بلندی اور رفعت شان ہی آپ کی نبوت کے دلائل میں سے ایک واضح دلیل اور برہان بین ہے۔ آپ نبوت سے قبل بھی امانت، دیانت اور مقالِ صدق کی ایسی صفت اعلیٰ سے متصف تھے کہ اس دور جاہلیت میں بھی آپ "الصادق الامین" کے ممتاز لقب سے معروف تھے۔

فشب رسول الله صلى الله عليه وسلم والله تعالىٰ يكلؤه ويحفظه ويحوطه من اقذار الجاهلية لما يريد به من كرامته ورسالته حتى بلغ ان كان رجلاً وافضل قومه مروة واحسنهم خلقاً واكرمهم حسباً واحسنهم جواراً واعظمهم حلماً واصدقهم حديثاً واعظمهم امانةً وابعدهم من الفحش والاخلاق التى تدنس الرجال تنزهاً وتكرماً حتى ماإسمه فى قومه الا الامين لما جمع الله فيه

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم حدود جوانی میں اس حال میں داخل ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جاہلیت کے گندے اخلاق و اعمال کی تلویث سے اپنی حفاظت میں لیا ہوا تھا خداوند قدوس کی یہ حفاظت اور عصمت اعطاء نبوت و رسالت کے منصب جلیل کے لئے بطور تمہید کے تھی حتیٰ کہ آپ اس حال میں جوان ہوئے کہ اپنی قوم میں مروت کے اعتبار سے سب سے بہتر اخلاق کے لحاظ سے سب سے زیادہ حسن اخلاق کے حامل حسب میں سب سے زیادہ معزز ہمسائیگی کے لحاظ سے سب سے زیادہ احسان کرنے والے۔ حلم اور حوصلہ میں بہت

من الامورالصالحتہ (ابن ہشام ص ۱۸۳ ج۱)

- - - - - - -
- - - - - - -
- - - - - - -
- - - - - - -

عظیم المرتبہ صدق مقال میں بہت ہی زیادہ سچے امانت کے اعتبار سے بہت ہی بڑے امین تھے اور برے اخلاق کہ جن میں اس وقت لوگ ملوث تھے بہت ہی زیادہ بعید اور پاک دامن تھے ان اخلاق حسنہ اور امور صالحہ کے اجتماع کے باعث قوم آپ کو "الامین" کے لقب سے پکارتی تھی۔

جب مشرکین مکہ کی ستم رانیوں تشدد و ظلم کے باعث صحابہ کرامؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو مشرکین مکہ نے اپنا ایک وفد شاہ حبشہ کی طرف روانہ کیا اس وفد کے اصرار پر نجاشی نے صحابہ کو اپنے دربار میں طلب کیا جب صحابہ کرام وہاں پہنچے تو شاہ نے ان سے اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق سوالات کئے تو آپ کے چچا زاد حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا تعارف ان الفاظ سے کرایا

ایھاالملک کنا قوماً اھل جاہلیة نعبدالاصنام وناکل المیة ونا تی الفواحش ونقطع الارحام ونسئی الجوار ویاکل القوی منا الضعیف فکنا علی ذالک حتی بعث اللہ الینا رسولاً منا نعرف نسبہ وصدقہ واما نتہ وعفافہ فدعانا الی اللہ لنوحدہ ونعبدہ (ابن ہشام ص ۳۳۶ ج۱)

- - - - - - -
- - - - - - -

اے بادشاہ ہم جاہل قوم تھے بتوں کی پرستش کرتے تھے اور مردار کھاتے اور بے حیائی کے کاموں کا ارتکاب کرتے تھے۔ قطع رحمی کرتے اور ہمسایہ کا بالکل ہی خیال نہ کرتے تھے اور ہم میں سے جو زبردست تھا وہ کمزور کو کھا جاتا تھا ہم اسی حال پر تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری قوم میں سے ایک آدمی کو رسول بنا کر مبعوث کیا جس کی نسبی شرافت، صداقت امانت اور اس کی پاک دامنی کو ہم خوب جانتے ہیں اس نے ہمیں اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت دی تاکہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں۔

انسان کے مکارم اخلاق کا حقیقی علم اس وقت ہوتا ہے جس وقت اس کو اپنے دشمنوں پر کامل دسترس حاصل ہو جائے اس وقت اس کے حقیقی اخلاق کا مظاہرہ ہوتا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت مکہ سے ہجرت کی اس وقت آپ کے دشمنوں نے کاشانہ نبوت کا محاصرہ کیا ہوا تھا تاکہ آپ کو قتل کردیں آپ جس وقت ہجرت کرکے مدینہ منورہ پہنچے تو کفار مکہ کی سازش سے یہاں بھی مار آستین کی حیثیت میں منافقین کی ایک جماعت آپ کے درپے آزار ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی محاربات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع کردیا اللہ تعالی نے آپ کو ہر میدان میں اپنی خصوصی نصرت اور فتح سے سرفراز کیا۔ آخر وہ وقت بھی آگیا جس کی انتظار میں عرب کے تمام قبائل نے اسلام کے قبول کرنے میں توقف اختیار کیا ہوا تھا یعنی فتح مکہ۔ آپ دس ہزار قدسیوں کے جلو میں روانہ ہوئے جب آپ

مقام "مرالظهران" پر پہنچے تو ابوسفیان بن حرب جو کہ اس وقت مشرکین مکہ کا جنگی قائد تھا آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے توسط سے دربار نبوی میں حاضر ہوتا ہے آپ بجائے اس کے کہ اس کے اعمال سابقہ کی بنا پر اس کے قتل کرنے کا حکم صادر کرتے اس کو بھی امان دی اور س کے گھر کو بھی جائے امن قرار دیا اور مکہ میں اس حال میں داخل ہوتے ہیں کہ زبان پر آیات قرآنی کی تلاوت جاری ہے اور جبین نیاز خدائے قدوس کے حضور میں سجدہ ریز ہے مکہ میں آپ کے فاتحانہ داخلہ کی یہ کیفیت آپ کی نبوت پر ایک روشن دلیل ہے اہل مکہ جب آپ کے سامنے مجرمانہ حیثیت میں پیش ہوئے تو اس وقت آپ کی زبان سے جو کلمہ صادر ہوا یہ سن کر پوری دنیا آپ کے مکارم اخلاق سے حیرت زدہ ہو گئی آپ نے فرمایا۔

لا تثریب علیکم الیوم

آج کے دن تم پر کچھ بھی الزام نہیں

اس طرح کی وسعت قلبی اور مجرمین معاندین کے لئے یہ عفو عام اسی شخص سے صادر ہو سکتا ہے کہ جس کا قلب مطہر نور نبوت سے منور ہو۔ غیر نبی سے بلندی اخلاق کا یہ مظاہرہ ناممکن ہے فتح مکہ کے یوم قریش کے چند افراد ایسے بھی تھے جو کہ سنگین جرائم کے باعث روپوش ہو کر مکہ سے فرار ہو گئے ان میں سے ایک قریش کا سردار صفوان بن امیہ تھا یہ وہی شخص ہے کہ جس نے غزوہ بدر کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کی ایک خفیہ سازش مرتب کی اور اس کی تکمیل کے لئے عمیر بن و‌ہب جمحی کو مدینہ منورہ روانہ کیا۔ صفوان کو اپنا یہ سنگین جرم پیش نظر تھا اسی بنا پر وہ یمن کی طرف بھاگ نکلا اب اسی عمیر بن وھب نے کہ جس کو صفوان نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کے لئے مدینہ بھیجا تھا آپ سے صفوان کے لئے امان طلب کی اور پیغمبر صلی اللہ علہ وسلم نے اس کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازا اور بطور علامت کے اپنا وہ عمامہ عمیر بن وھب کے حوالہ کیا جو کہ مکہ کے داخل ہوتے وقت آپ کے سر مبارک پر تھا عمیر صفوان کے پیچھے بھاگا اور اس کو دریا کے کنارے جا کر پکڑ لیا اور اس کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف ان الفاظ سے کرایا۔

افضل الناس وابرالناس واحلم الناس وخیرالناس ابن عمک عزہ عزک وشرفہ شرفک وملکہ ملکک قال انی اخاف علیٰ نفسی قال ھوا حلم الناس من ذالک اکرم (ابن ہشام ص ۴۱۸ ج۲)

یں اس شخص کی طرف سے آیا ہوں جو کہ سب لوگوں سے زیادہ افضل ہے اور سب سے زیادہ احسان کرنے والا اور سب سے زیادہ باحوصلہ اور سب سے زیادہ اچھا ہے تیرا چچازاد بھائی ہے اس کی عزت تیری عزت ہے اس کا علو رتبہ تیرا علو رتبہ ہے اس کی بادشاہی تیری بادشاہی ہے۔ صفوان نے کہا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے عمیر نے جواباً کہا اس کا حلم اور حوصلہ تیرے اس جرم سے بہت ہی بلند اور باشرافت ہے۔

(باقی آئندہ)

نپولین بونا پارٹ

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم میری نظر میں

اپنی قوم کو وجود باری کا سبق حضرت موسیٰ (علیہ السلام) نے دیا۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے سلطنت روم میں اور قدیم براعظم میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہی اعلان فرمایا مگر عرب بڑے مفاد پرست تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے چھ سو سال بعد حضرت ابراہیم (علیہ السلام) حضرت اسماعیل و عیسیٰ (علیہم السلام) کی تعلیمات کو بھول گئے تو حضرت محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مقام کبریا پھر یاد دلایا۔ آریائی نسل کی ملتوں اور دیگر نسانی گروہوں نے فکر مشرق میں عجب خلفشار پیدا کر رکھا تھا کہ خدا ہے مسیح ہے روح القدس ہے مگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اعلان کیا کہ سوائے ایک خدا کے دوسرا کوئی خدا نہیں نہ وہ کسی شے سے پیدا ہوا ہے اور نہ اس کا کوئی فرزند ہے اور نہ کوئی اور پرستش کے لائق ہے انہوں نے فرمایا یہ تثلیث بت ہے جو بت پرستی کو راہ دیتی ہے۔ اس لئے جانو کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں۔

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات ایک مرکز ثقل تھی جس کی طرف لوگ کھچے چلے آتے تھے ان کی تعلیمات نے لوگوں کو اپنا مطیع و گرویدہ بنا لیا اور ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا جس نے چند ہی سال میں اسلام کا غلغلہ نصف (معلومہ) دنیا میں بلند کر دیا۔ اسلام کے ان پیروؤں نے دنیا کو جھوٹے خداؤں سے چھڑا لیا انہوں نے بتوں کو سرنگوں کر دیا۔ موسیٰ اور عیسیٰ کے پیروؤں نے پندرہ سو سال میں کفر کی نشانیاں اتنی منہدم نہ کی تھیں جتنی ان متبعین اسلام نے صرف پندرہ سال میں کر دیں۔ حقیقت یہ ہے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہستی بہت بڑی تھی۔ جس وقت وہ یہ نئی قوم لے سامنے آئے اس وقت عرب خانہ جنگیوں کا شکار تھے مسلمانوں نے اپنا علم دنیا کے اس کونے سے اس کونے تک لہرا دیا۔ جو قومیں ابتلاؤ آزمائش کے دور سے گزر کر جسم و روح کی پرورش و رفعت کا سامان مہیا کرتی ہیں۔ ان سے ایسی ہی عظیم کارگزاریاں ظہور میں آتی ہیں دیکھ لو اسی کے نتائج کہاں سے کہاں تک پہنچے؟

جیحون کے کنارے سے چین کی سرحد تک ان کا پھریرا اڑنے لگا لیکن غور کرو کہ اگر پیروان اسلام کے "خالد" ان کے "ضرار" اور "عمر" ہزیمت کھا جاتے تو پھر ان کا ٹھکانہ کہاں ہوتا وہ لوٹ کر پھر لق و دق صحراؤں کی خانہ بدوش زندگی میں واپس چلے جاتے گم ہو جاتے اور آوارہ صحرا پھرتے رہتے جیسے ان کے اجداد بے نشان اور بے حیثیت رہ گئے تھے۔ وہ بھی ایسے ہی ہو جاتے، نکبت و فلاکت کی تصویر رہتے اور پھر دنیا کو کیسے معلوم ہوتا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون تھے؟ اور علی کون تھے؟

پارتی، ستھین، منگول تاتاری اور اقوام ترک کی بابت یہی معلوم ہوتا ہے کہ ابتداً وہ علم و حکمت اور فنون و ثقافت کے دشمن تھے مگر دیکھو عرب تو شروع ہی سے علم کے گرویدہ اور حکمت و فنون کے جویا رہے ہیں کون ہے جو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر علم دشمنی کا الزام لگا سکے۔

ہارون رشید اور المامون کی طرف نگاہ کیجئے علم و حکمت اور فنون ثقافت کی پرورش کے گہوارہ تھے۔ انہیں ادب کا ذوق تھا۔ کیمیا اور ریاضی میں لگن تھی اور ہر دم دانشوروں کی صحبت میں رہتے۔ یہی لوگ جنہوں سے "ایسٹ" او ڈیسی اور اقلیدس کے ترجمے عام کئے۔ انہوں نے مدارس اور مدرسے بنوائے دار العلوم قائم کئے اور لاطینی، یونانی علوم وفنون کو عربی میں منتقل کیا۔

مسلمان سائنس دانوں نے صنعا سے کوفہ تک کے فاصلہ کو ایک درجہ سمت الراس تک ناپا۔ وہ کیمیا کے تجربے کرتے تھے انہوں نے "الانبیق" ایجاد کی دھوپ گھڑی بنائی، گھڑیاں تیار کیں ریاضی میں اعلام و اعداد متعین کئے آج ان کا وجود عربوں کا ہی مرہون منت ہے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اہل علم کو سراہا اور حکمت کی حوصلہ افزائی کی ہے عقل و دانش کے کارپردازوں کو اونچا کیا ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام میں علم و کتاب کی قدر ہوئی ہے۔

قاہرہ کے کتب خانہ میں صرف ہئیت پر چھ ہزار کتابوں سے کم نہ تھیں دیگر علوم پر ایک لاکھ کتب کے علاوہ تھیں۔ قرطبہ کی لائبریری میں تین لاکھ کتابیں معروف و مشہور حقیقت ہے۔ غرض خلفاء اسلام نے اپنے پانچ سو سالہ دور میں ہر طرف علم و حکمت کی حفاظت کی اس کا چرچا کیا اور ترقی کا قدم آگے ہی بڑھتا گیا۔

میری توقع ہے کہ وہ دن دور نہیں جب میں دنیا کے صاحبان علوم دانش کو متحد کر کے ایک ایسا دور قائم کروں کا جو یک رنگ اور ہم آہنگ ہو اور اصول قرآن کی بنیاد پر ہو کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ قرآن ہی کے اصول سچے ہیں اور انسان کو انسانیت کی منزل تک اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں۔

تحریک تحفظ ختم نبوت کی اہم پیشکش

● عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ اور رد مرزائیت کے سلسلہ کی اہم کتابیں ● جن کی اشاعت سے قادیانی ایوان لرز اٹھے
● کفر و ارتداد اور بے دینی کے اس معاشرے میں ان کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔

● مسئلہ ختم نبوت علم و عقل کی روشنی میں (مولانا مفتی محمد اسحٰق سندیلوی) ۱۸/ روپے ● قادیان سے اسرائیل تک (جناب ابو مدثرہ) ۴۰/ روپے
● قادیانیوں کو دعوت حق (مولانا محمد عبداللہ) ۲۵/ روپے ● تائید آسمانی در رد نشان آسمانی (مولانا محمد جعفر تھانیسری) ۵/ روپے
● اسلام اور مرزائیت (حافظ عنایت اللہ محمد عبداللہ) ۲/ روپے ● رد قادیانیت پر دس کتابچے ۱۰/ روپے

خصوصی رعایت
● کوئی ایک کتاب منگوانے پر ۲۰٪ رعایت ● مکمل سیٹ منگوانے پر ۲۳٪ رعایت اور ● ۱۰۰۰/ روپے کی کتب منگوانے پر ۴۰٪ رعایت اور ماہنامہ نقیب ختم نبوت ایک سال کے لئے مفت جاری کیا جائے گا۔

نوٹ: رقم پیشگی ارسال کریں۔ کتاب رجسٹرڈ ڈاک سے ارسال کی جائے گی۔ ڈاک خرچ بذمہ ادارہ ہوگا۔

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان
دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون ۷۲۸۱۳

سراج الدین ظفرؔ مرحوم

نعت

سبوئے جاں میں چھلکتا ہے کیمیا کی طرح
کوئی شراب نہیں عشقِ مصطفےٰ کی طرح

قدح گسار ہیں اسکی اماں میں جس کا وجود
سفینۂ دوسرا میں ہے ناخدا کی طرح

وہ جس کے لطف سے کھلتا ہے غنچۂ ادراک
وہ جس کا نام نسیمِ گرہ کشا کی طرح

طلسمِ جاں میں وہ آئینہ دارِ محبوبی
حریمِ عرش میں وہ یارِ آشنا کی طرح

وہ جس کا جذب تھا بیداریٔ جہاں کا سبب
وہ جس کا عزم تھا دستورِ ارتقا کی طرح

وہ جس کا سلسلۂ جُود ابرِ گوہر بار
وہ جس کا دستِ عطا مصدرِ عطا کی طرح

سوادِ صبحِ ازل جس کے راستے کا غبار
طلسمِ لوحِ ابد جس کے نقشِ پا کی طرح

خزاں کے حجلۂ ویراں میں وہ شگفتِ بہار
فنا کے دشت میں وہ روضۂ بقا کی طرح

وہ عرش و فرش و زمان و مکاں کا نقشِ مراد
وہ ابتدا کے مطابق وہ انتہا کی طرح

بسیط جس کی جلالت حمل سے میزاں تک
محیط جس کی سعادت خطِ سما کی طرح

شرف ملا بشریت کو اس کے قدموں سے
یہ مشتِ خاک بھی تاباں ہوئی سہا کی طرح

اسی کے حسنِ سماعت کی تھی کرامتِ خاص
وہ اِک کتاب کہ ہے نسخۂ شفا کی طرح

وہ حسنِ لم یزلی تھا تہِ قبائے وجود
یہ راز ہم پہ کھلا رشتۂ قبا کی طرح

بغیر عشقِ محمد ﷺ کسی سے کُھل نہ سکے
رموزِ ذات کہ ہیں گیسوئے دوتا کی طرح

ریاضِ مدحِ رسالت میں راہوارِ غزل
چلا ہے رقص کناں آہوئے صبا کی طرح

نہ پوچھ معجزۂ مدحتِ شہِ کونین
مرے قلم میں ہے جنبش پرِ ہما کی طرح

جمالِ روئے محمد ﷺ کی تابشوں سے ظفرؔ
دماغِ رند ہوا عرشِ کبریا کی طرح

جانشین امیر شریعت
حضرت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری مدظلہ

نعت

آفتاب آئے ماہتاب آئے سب سے آخر میں آں جناب آئے
ساری دنیا مثال دوزخ تھی آپ ہی خلد در رکاب آئے
ساری دنیا پہ تھی محیط خزاں اس پہ لازم تھا اب شباب آئے
زنگ خوردہ تھا شیشۂ دل و روح چاہیئے تھا کہ اس پہ آب آئے
کفر بے ڈھب سوال کرتا تھا آپ ہی بن کے لاجواب آئے
آپ آئے تو ہو گئی تنویر سخت ظلمت کو پیچ و تاب آئے
عقل ڈوبی، ابھر گیا الہام فکر و وجداں میں انقلاب آئے
حق یہی تھا، نبی کی مسند پر پوری امت کا انتخاب آئے
آئے صدیق، پھر عمر فاروق آئے عثمان، تو بو تراب آئے
پھر حسن اور معاویہ کو سلام کیسے خوش بخت و کامیاب آئے
ان کے اصحاب پر درود و سلام اترے رحمت تو بے حساب آئے
ان کے اعدا کے منہ میں خاک پڑے
ان پہ آنا ہے جو عذاب آئے

*

پروفیسر عابد صدیق

نعتِ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

لکھی ہے جب سے نعتِ رسالتمآب کی
غایت سمجھ میں آئی قلم اور کتاب کی

لفظوں میں نُور ہے ترے ذکرِ رفیع کا
ذرّے میں آگئی ہے چمک آفتاب کی

ہے شش جہت میں ذات سے تیری ظہورِ خیر
پھیلی ہو جیسے باغ میں خوشبو گلاب کی

"سب کچھ تمہارے واسطے پیدا کیا گیا"
تعبیر کی غرض سے ضرورت تھی خواب کی

تقلید کو زبس ترا اُسوہ ہو جب مثال
منزل ہے سہل قبر و سوال و جواب کی

ہم عاصیوں کو تیری شفاعت کی شکل میں
اُمید ہے ترے کرم بے حساب کی

تہذیب کے فریب کا انسان تھا شکار
ریگِ عرب نے کھولی حقیقت سراب کی

عابد، خوشا درود کی کثرت، زہے شرف
تفریق اُٹھ گئی ہے حضور و غیاب کی

نعت

مجھے پیمبر عزیز تر ہے
اپنے اَبّا سے اور ماں سے، متاعِ دنیا سے کل جہاں سے
—— مجھے پیمبر عزیز تر ہے
مرا پیمبر رؤف بھی ہے رحیم بھی ہے
مرا پیمبر کریم بھی ہے عظیم بھی ہے
مرا پیمبر شفیع و قائد
مرا پیمبر ہے فخرِ آدم
مرا پیمبر ہے روحِ ہستی کہ جس سے بالا زمیں کی پستی
مرا پیمبر مٹانے والا دوئی کے نقش و نگار خانے
مرا پیمبر بتانے والا کہ ابنِ آدم کے سب زمانے
مرا پیمبر ہے ابنِ آدم طلوعِ اِس کا بہر جہانے
مرا پیمبر ہے اصلِ آدم کہ نقشِ آدم تراب سے ہے
مرا پیمبر کتابِ ناطق جو لوحِ ربّ کا ہے حرفِ آخر
مرا پیمبر قسیمِ رحمت
مرا پیمبر نعیم و رحمت
مرا پیمبر عمیمِ رحمت،
عطا ہو مجھ کو بھی، آقا رحمت کہ میں بھی رحمت کا مستحق ہوں
تیری چوکھٹ سے ملتصق[1] ہوں

سیّد عطاء المحسن بخاری

---

[1] چمٹا ہوا

بنیاد پرست عبدالواحد بیگ، الرحوم۔
۔ملتان

غیر سنجیدہ باتیں

شہر اور مضافات میں چند غیر سنجیدہ و ناپسندیدہ اور قطعاً خلاف حقیقت جملے اکثر دیواروں پر لکھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ خصوصاً شیعہ سنی بھائی بھائی اور "یاعلیؓ مدد کا منکر کافر ہے" وغیرہ وغیرہ۔ شیعہ سنی کا بھائی بھائی ہونا اس وقت حقیقت بن سکتا ہے جب فریقین صدق دل سے یہ تسلیم کرلیں کہ: تو اور میں بھائی بھائی میں اور وہ بھائی بھائی۔ ابوبکرؓ و علیؓ بھائی بھائی عمرؓ و علیؓ بھائی بھائی، عثمانؓ و علیؓ بھائی بھائی۔۔۔ جب یہ بنیادی چار شخصیات اسلامی بھائی بن جائیں تو سب سے عظیم ترمتنازعہ و اختلافی مسئلہ معاویہؓ و حسنؓ اور یزید و حسینؓ بھی مستحکم قومی اور انسانی اتحاد کی بنیاد بن سکتے ہیں۔ گروہی تعصب اور یک طرفہ مفاد پر اتحاد محض عارضی اور وقتی ضرورت جمہوری چال بازی، دھوکہ و فراڈ کا سراب ہوگا اور سیرابی ناممکن۔ باطل و حق ہدایت و گمراہی کا اتحاد ناممکن قیامت تک ناممکن۔ اہل فکرو نظر غور فرمائیں کہ O جب ایک طبقہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجؓ مطہرات پر گستاخانہ زبان درازی O صحابہ کرامؓ پر تکفیری لعن طعن O اولاد نبیؐ، داماد نبیؐ، سسرال نبیؐ، کی شرعی حرمت کا قائل نہ ہو O جملہ مومنین اہل سنت کے خلاف دلآزار اشتعال انگیز اور مضحکہ خیز تحریر و تقریر کا بزعم مرتکب ہو رہا ہو O تحریف قرآن کی دو ہزار سے زائد روایات کا معترف ہو O کلمہ طیبہ میں تیسرا خود ساختہ اضافہ جزو ایمان سمجھتا ہو O متعہ (زنا) کو اعلیٰ درجہ کی عبادت کا مقام حاصل ہو O جھوٹ کا نام بدل کر تقیہ رکھ لیا ہو۔ اور یہ بھی عبادت شمار ہو تو سنیوں سے کس کس بات کی مطابقت پر اتحاد اور بھائی بندی ہو سکتی ہے؟۔۔۔

باطل و حق کا اتحاد۔ مفروضہ ہدایت و گمراہی کا اتحاد ناممکن! ناممکن۔ قیامت تک ناممکن۔۔۔

اہل فکر و نظر غور فرمائیں تو رسمی امن کمیٹیوں کا عارضی وجود گروہی تعصب کا یک طرفہ تحفظ۔ دھوکہ فراڈ اور سیاسی چالبازی معلوم ہوتے ہیں۔ حرف آخر!

سنو سب کی کرو من کی
آواز آتی ہے

خدا وندا تیرے سادہ دل بندے کدھر جائیں
کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری
(اقبال)

عبرت! عبرت! عبرت!

خادم حسین

زبان میری ہے بات ان کی

— ہر حکومت کی مخالفت میرا شوق نہیں ہے۔ (نواب زادہ نصراللہ خان)

ہاں جس میں الیکشن ہار جاؤں۔

— اداکار مبلغ اور معلّم بھی ہوتا ہے۔ (مدیحہ شاہ)

یقیناً...... گھر گھر فحاشی اور بے حیائی پھیلانے کا۔

— جھارا پہلوان انتقال کر گئے۔ (ایک خبر)

نہ جھارا رہا نہ ہی گاما رہا مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے!

— علماء وقت نکال کر اسلام آباد آئیں، انہیں حلوہ بھی کھلایا جائے گا۔ (شہباز شریف)

جمعراتیو! شرم ہو تو ڈوب مرو ....!

— لیڈی ڈیانا کے تکیئے کے نیچے سے اب زیور اور چاکلیٹ کے تحفے نہیں نکلتے۔ (ایک خبر)

لیڈی "ڈو دآنہ" کی نظروں میں اب ان تحفوں کی کوئی قدر نہیں رہی۔

— واپڈا ملازمین کو مفت بجلی کی سہولت میں دو گنا اضافہ۔ (ایک خبر)

اس کا خرچ عام صارفین کے بلوں میں ڈالا جائے گا۔

— آئی جی پنجاب نے بد اخلاق ملازمین کی فہرستیں طلب کر لیں۔ (ایک خبر)

کیا دھاکہ ہو اگر وہ پولیس میں کسی با اخلاق ملازم کو تلاش کر لیں۔

— پنجاب سیکرٹریٹ کے ۲۶ محکموں میں چوتھے دن بھی اُلّو بولتے رہے۔ (ایک خبر)

یہ چار دن کی بات نہیں۔ سال بھر بھی یہی بولتے رہتے ہیں۔

— علامہ اقبال کا مزار مغل بادشاہوں نے تعمیر کرایا تھا۔ (سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ کا انکشاف)

تو گویا مقبرہ جہانگیر علامہ اقبال نے بنوایا تھا۔

— بے نظیر کا باپ بھی قبر سے آجائے، حکومت ختم نہیں ہو گی۔ (غلام دستگیر خان)

جی بالکل بجا فرمایا آپ نے یہ کام تو آپ خود بہتر طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں۔

—— ملائشیا میں اسلامی نظام کے نفاذ کا عمل شروع ہو گیا۔ (ایک خبر)

بھائی یہ مذاق اچھا نہیں ہم کیسے یقین کریں۔ پاکستان میں تو ۴۷ برس سے یہی سنتے چلے آ رہے ہیں۔

—— گوجرانوالہ میں پولیس والوں سے ریلوے ملازمین کی تنخواہیں چھین لی گئیں —— ضلع کچہری ملتان میں پولیس مال خانے سے اسلحہ سمیت ۱۰ لاکھ روپے مالیت کا سامان غائب۔ ہیڈ کانسٹیبل فرار (ایک خبر)

شاوا اوئی شاوا اُہنُوں سمجھ آندا جاندا اے پولیس کا ہے فرض مدد آپ کی

—— صدر نے مشہد میں امام رضاؒ کے مزار پر حاضری دی۔ (ایک خبر)

کتے گئے مدینے گئے کربلا گئے جیسے گئے تھے ویسے ہی چل پھر کے آ گئے

—— غریبوں کے حقوق کی خاطر لڑنا بے نظیر کی زندگی کا اوّلین فرض ہے (سلمان تاثیر)

سلمان تاثیر جیسے "غریبوں" کے حقوق کی خاطر!

—— ملک کی اکثر سیاسی جماعتیں دھوکے باز ہیں۔ (نواز شریف)

اور مسلم لیگ سر فہرست ہے۔

—— گوجرانوالہ میں پولیس نے دن دہاڑے اغوا ہونے والے کو ایم پی اے کے ڈیرے سے برآمد کر لیا۔ (ایک خبر)

ایم پی اے کو پولیس کے خلاف اپنے فرائض منصبی میں مداخلت بے جا کا پرچہ درج کرانا چاہیئے۔

—— میں بھی جیل جانے والی ہوں۔ آصف کو پیغام بھجوا دیا ہے۔ (بے نظیر)

بڑے کاموں کے بڑے نتائج!

—— بہاولنگر میں نماز ظہر کے اوقات میں دکان بند نہ کرنے پر دکان دار کے خلاف مقدمہ۔ (ایک خبر)

کاش! پاکستان کی باقی انتظامیہ بھی مسلمان ہو جائے!

—— بچوں کو دوسرے ممالک میں سمگل کرنے والے گروہ کا رکن گرفتار (ایک خبر)

کچھ عرصے بعد یہی رکن پولیس کے مشورہ سے بچے سمگل کرنے والے گروہ کا سرغنہ بن جائے گا۔

اور پھر معزز شہری!

حکیم محمود احمد ظفر۔ سیالکوٹ

آخری قسط

امامت و خلافت

پھر یہ ہے کہ سیدنا ابوبکرؓ کی بیعت کرتے وقت سیدنا علیؓ کے ذہن میں یہ بھی تھا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ کے خلیفہ ہونے کی بشارت دی ہے اور مختلف طریقوں سے صحابہ کرامؓ کو بتایا ہے کہ میرے بعد ابوبکرؓ خلیفہ ہونگے۔ چنانچہ علامہ طوسی شیعی نے سیدنا انسؓ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ "ایک مرتبہ جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبرؓ کے مجلس کے آنے کے وقت ارشاد فرمایا کہ انہیں جنت اور میرے بعد خلیفہ ہونے کی خوشخبری سنادو۔ اور عمرؓ کو جنت اور ابوبکرؓ کے بعد خلیفہ ہونے کی بشارت سنادو۔" روایت کے اصل الفاظ یہ ہیں

روی عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عند اقبال ابی بکر ان یبشرہ بالجنۃ و بالخلافۃ بعدہ وان یبشر عمر بالجنۃ و بالخلافۃ بعد ابی بکر۔

(تلخیص الشافی جلد ۳ ص ۳۹)

اسی طرح ایک اور موقع پر ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی۔ اور کسی معاملہ کے بارے میں آپ سے بات چیت کی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں فرمایا کہ پھر میرے پاس آنا۔ عورت نے عرض کیا کہ اگر میں پھر آؤں اور آپ کو نہ پاؤں یعنی آپ انتقال فرما چکے ہوں تو پھر کیا کروں۔ آپؐ نے فرمایا

ان لم تجدینی فات ابابکر

اگر تو مجھے نہ پائے تو پھر ابوبکرؓ کے پاس چلی جانا

(تلخیص الشافی جلد ۳ ص ۳۹)

پھر سیدنا علیؓ کے پیش نظر سیدنا ابوبکرؓ کی بیعت فرماتے وقت یہ بھی تھا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ حفصہ ام المومنینؓ سے یہ فرمایا تھا کہ

ان ابابکر یلی الخلافۃ من بعدی ثم بعدہ ابوک

میرے بعد ابوبکر مسند خلافت پر متمکن ہونگے، پھر اسکے بعد تیرا باپ عمر خلیفہ ہوگا

سیدہ حفصہ سلام اللہ علیہا نے پوچھا آپ کو کسنے بتایا؟ آپ نے فرمایا اللہ علیم و خبیر نے مجھے بتایا ہے

(تفسیر قمی شیعی سورۃ تحریم زیر آیت واذ اسر النبی)

سیدنا ابوبکرؓ کی بیعت کرنے کے بارہ میں سیدنا علیؓ کے ذہن میں یہ بھی تھا کہ ابوبکرؓ اسلام لانے میں سب سے آگے ہیں، چنانچہ ایک موقع پر آپ نے خود فرمایا

اول من اسلم من الرجال ابوبکر

مردوں میں سے جس نے سب سے پہلے اسلام کی دعوت پر لبیک کہا اور حلقہ بگوش ہوئے وہ ابوبکرؓ تھے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۳۳، ص ۷۷، البدایہ والنہایہ جلد ۳ ص ۲۷)

ان تمام باتوں کی وجہ سے سیدنا علیؓ نے برضاورغبت سیدنا ابوبکرؓ کی بیعت کی۔ اور ان کے پورے عہد خلافت میں ان کے ساتھ مکمل تعاون کرتے رہے اور کسی موقع پر بھی ان سے علیحدگی اختیار نہیں کی۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے

فان علی ابن ابی طالب لم یفارق الصدیق فی وقت من الاوقات ولم ینقطع فی صلوٰۃ من الصلوات خلفہ کما سنذکرہ وخرج معہ ذی القصہ لما خرج الصدیق شاہراً سیف یرید قتال اہل الردۃ

سیدنا علیؓ ابن ابی طالب سیدنا صدیق اکبرؓ سے کسی وقت بھی جدا نہ ہوئے اور نہ ہی کسی ایک نماز میں ان سے پیچھے رہے جیسا کہ ہم عنقریب ذکر کریں گے اور سیدنا علیؓ سیدنا صدیق اکبرؓ کے ساتھ اس وقت بھی نکلے جب وہ مرتدین سے قتال کے لیے برہنہ تیغ لے کر ذوالقصہ کے مقام کی طرف گئے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۲۴۹)

ایسا ہی حاکم نے مستدرک جلد ۳ ص ۷۶ اور کنزالعمال جلد ۳ ص ۱۳۱ پر مرقوم ہے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کا جب انتقال ہوا تو سیدنا علیؓ کو اس کا سخت صدمہ ہوا اور فرمایا

الیوم انقطعت خلافت النبوۃ آج نبوت کی خلافت منقطع ہوگئی۔

پھر آپ اس مکان پر تشریف لائے جہاں سیدنا صدیق اکبرؓ کی نعش پڑی ہوئی تھی۔ وہاں مکان کے دروازہ پر کھڑے ہو کر آپ نے ایک طویل خطبہ ارشاد فرمایا جس میں سیدنا صدیق اکبرؓ کے مناقب و فضائل بیان فرمائے یہ خطبہ پڑھنے کے قابل ہے اور اس کے ایک ایک حرف سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا علیؓ کے قلب میں سیدنا صدیق اکبرؓ کی کتنی محبت تھی۔ ملاحظہ ہو الریاض النضرہ فی مناقب العشرۃ المبشرۃ جلد ۱ ص ۱۸۳ اور کتاب الجوہرۃ فی نسب النبی واصحابہ العشرہ جلد ۲ ص ۱۲۶

یہ خطبہ ہم نے اپنی کتاب "سیدنا علیؓ ... شخصیت اور کردار" میں پورا نقل کیا ہے۔

سیدنا فاروق اعظمؓ کی بیعت

سیدنا صدیق اکبرؓ نے جب سیدنا فاروق اعظمؓ کو اپنا جانشیں مقرر فرمایا۔ روایات میں ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ بالاخانہ پر تشریف لائے اور لوگوں کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا

لوگو! خلافت کے بارے میں میں نے ایک عہد کیا ہے، کیا تم اس پر رضامند ہو؟ سب لوگوں نے کہا اے خلیفہ رسولؐ! ہم اس بات پر راضی ہیں، لیکن سیدنا علیؓ نے کہا

لا ترضیٰ الا ان یکون عمر ابن الخطاب — عمرؓ بن الخطاب کے سوا ہم کسی دوسرے شخص پر راضی نہیں ہوں گے۔

(اسد الغابہ جلد ۴ ص ۷۰، تاریخ الخلفاء ص ۸۲ الصواعق المحرقہ ص ۵۴)

علامہ ابن سعد نے لکھا ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے حکم سے وصیت نامہ کو سیدنا عثمانؓ سربمہر کرکے آپ کے دولت کدہ سے باہر آئے۔ سیدنا عثمانؓ نے لوگوں کو صدیق اکبرؓ کی طرف سے کہا کہ اس کاغذ پر جس شخص کی تجویز ہو چکی ہے کیا آپ اس کے حق میں بیعت کرنے کے لیے تیار ہیں۔ سب حضرات نے متفقہ طور پر کہا کہ ہم بیعت کے لیے بالکل تیار ہیں لیکن سیدنا علیؓ نے فرمایا وہ شخص ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔

وھو عمر فاقروا بذالک جمیعاً ورضوا وبایعوا

اور وہ عمرؓ ہیں۔ پس سب لوگوں نے اس کو تسلیم کر لیا اور اس پر رضا مند ہوگئے اور سب نے عمرؓ کی بیعت کر لی۔
(طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۱۴۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا علیؓ کو سیدنا عمرؓ سے ایک خاص قسم کی دلی محبت تھی اور سیدنا عمرؓ کے مناقب و فضائل سے بخوبی آشنا تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ سیدنا ابوبکرؓ کے بعد کشتیٔ امت کا اگر کوئی ناخدا ہو سکتا ہے تو وہ صرف اور صرف سیدنا عمرؓ ہیں۔ اسی وجہ سے آپ نے برملا کہا کہ

"ہم سوائے عمرؓ کے اور کسی پر راضی نہ ہوں گے"

آپ نے سیدنا عمرؓ کو خلیفہ تسلیم کیا، ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور قیامت تک آنے والے لوگوں کو بتا دیا کہ ابو طالب کا بیٹا خلافت کا خواہشمند نہیں اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غدیر خم پر خلیفہ بلافصل بنایا تھا۔

سیدنا عثمانؓ کی بیعت

سیدنا عمرؓ نے شہادت کے وقت چھ صحابہ پر مشتمل ایک پینل مقرر فرمایا جس کا کام خلیفہ کا انتخاب تھا اور یہ بھی تھا کہ خلیفہ ان چھ میں سے ایک ہو طبری نے لکھا ہے کہ پینل مقرر کر کے سیدنا عمرؓ نے فرمایا تھا کہ

"میرا گمان ہے کہ تم علیؓ یا عثمانؓ میں سے کسی ایک کو والی بناؤ گے۔ پس اگر تم عثمانؓ کو خلیفہ مقرر کرو گے تو وہ ایک نرم دل اور نیک دل انسان ہیں۔ اور اگر علیؓ کو خلیفہ بناؤ گے تو ان میں مزاح کی عادت ہے، لیکن اس لائق ہیں کہ لوگوں کو حق اور صدق کی راہ پر چلائیں۔ اور اگر سعد بن ابی وقاصؓ کو خلیفہ مقرر کرو گے تو وہ اس کے اہل ہیں۔ اور اگر وہ خلیفہ مقرر نہ ہوں تو جو شخص خلیفہ مقرر ہو، اور امور مملکت میں ضرور ان سے مدد لے۔ اور میں نے انہیں (کوفہ کی گورنری سے) معزول کیا تھا تو وہ کسی خیانت یا کمزوری کی وجہ سے نہیں کیا تھا۔ اور عبدالرحمن بن عوفؓ تم میں نہایت صاحب الرائے اور صائب الرائے شخص ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے حافظ (حفاظت کرنے والا) ہے، لہذا (انتخاب خلیفہ کے بارے میں) ان کی رائے پر عمل کرنا"

(طبری جلد ۵ ص ۳۵)

مختصر یہ کہ سارے پینل نے سیدنا عبدالرحمن بن عوفؓ کو انتخاب خلیفہ کا اختیار دے دیا انہوں نے کئی روز کے غور و فکر اور مختلف لوگوں کے مشورہ کے بعد سیدنا عثمانؓ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ سیدنا عبدالرحمن بن عوفؓ مسجد نبوی کے ممبر کی اس سیڑھی پر بیٹھے ہوئے تھے جہاں جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات تشریف فرمایا کرتے تھے اور سیدنا عثمانؓ اس سے نیچی سیڑھی پر تشریف رکھتے تھے۔ سیدنا عبدالرحمنؓ کے منہ سے سیدنا عثمانؓ کا نام سن کر لوگوں کے ایک ازدہام نے سیدنا عثمانؓ کو گھیر لیا اور باری باری ان کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کرنے لگے۔ سب سے پہلے جس شخص نے سیدنا عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ سیدنا علی بن ابی طالب تھے۔

وجاء الیہ الناس یبایعونہ و بایعہ علی ابن ابی طالب اولاً اور لوگ آپ کی طرف بیعت کی غرض سے بڑھنے لگے اور سب سے پہلے سیدنا علی ابن ابی طالبؓ نے آپ کی بیعت کی۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۱۴۷ التمہید والبیان ص ۱۱)

ایک اور روایت میں ہے

فرجع علی یشق الناس حتی بایع

لوگوں کے ہجوم کو چیرتے ہوئے سیدنا علیؓ واپس آئے یہاں تک کہ عثمانؓ کی بیعت کی

بخاری کی روایت میں ہے

قال ارفع یدک یا عثمان فبایعہ فبایع لہ علی وولج اہل الدار فبایعوہ

سیدنا عبدالرحمن بن عوفؓ نے کہا عثمانؓ اپنا ہاتھ بڑھائیے۔ پس انہوں نے عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ پھر اہل مدینہ اندر داخل ہوئے اور انہوں نے باری باری ان کی بیعت کی۔

(بخاری جلد ۱ ص ۵۲۵، السنن الکبریٰ بیہقی جلد ۸ ص ۱۵۱)

سیدنا علیؓ کی یہ بیعت خوشی اور مسرت کے ساتھ تھی جبروا کراہ سے نہ تھی۔ تبھی تو انہوں نے سب سے پہلے بیعت کی۔ جو آدمی با دل نخواستہ بیعت کرتا ہے وہ سب سے پہلے بیعت نہیں کرتا کیونکہ جب اس کو کسی کام پر دلی صدمہ ہوتا ہے تو نفسیاتی طور پر وہ اس کام کے کرنے سے ہچکچاتا ہے۔

سیدنا علیؓ سے قبل تین خلفاء سیدنا ابو بکرؓ، سیدنا عمرؓ اور سیدنا عثمانؓ گزرے۔ سیدنا علیؓ نے تینوں کی نہایت خوشدلی اور رضا اور رغبت سے بیعت کی۔ اور جب چوتھے نمبر پر اپنی باری آئی تو "دعونی والتمسوا غیری" (مجھے چھوڑ دو اور اس منصب خلافت کے لیے کسی اور کو تلاش کرو)

یہ کہہ کر ہر ممکن طریق سے ٹالنے کی کوشش کی، لیکن آخر خلیفہ ہو ہی گئے۔ اور پھر اعلان فرما دیا۔

من لم یقل انی رابع الخلفاء فعلیہ لعنتہ اللہ

جس نے مجھے چوتھا خلیفہ نہ کہا اس پر اللہ کی لعنت

(مناقب آل ابی طالب ابن شہر آشوب جلد ۳ ص ۶۳)

امامت علیؓ کی سرگذشت

شیعہ حضرات کی کتابوں کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہوتی ہے کہ سیدنا علیؓ کی ولایت اور امامت کا تعلق غدیر خم کی حدیث سے نہیں بلکہ بقول شیعہ محدث کلینی سیدنا علیؓ کی ولایت کا اقرار تو شیعہ حضرات سے اس وقت لیا گیا تھا جب وہ ابھی اپنی ماؤں کے پیٹوں میں بھی نہیں منتقل ہوئے تھے بلکہ عالم ارواح میں چیونٹیوں کی شکل میں تھے۔

(اصول کافی ص ۲۷۵-۲۷۶، لکھنؤ)

اور آدم علیہ السلام اور دوسرے تمام انبیاء علیہم السلام سے بھی اس کا عہد لیا گیا تھا۔

(ترجمہ مقبول ص ۶۲۷، حاشیہ لاہور، اصول کافی ص ۳۶۱)

بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ

"اللہ تعالیٰ نے جب چاند کو پیدا کیا تو اس پر لکھ دیا "لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی امیر المومنین" اور یہ جو تم چاند پر سیاہی دیکھتے ہو یہ وہی لکھا ہوا ہے۔

(احتجاج طبرسی ص ۲۳۱، طہران)

پھر یہ بھی لکھ دیا کہ

"حق تعالیٰ نے شب معراج میں امیر المومنین علیؓ کی ولایت کی خبر آپ کو اجمالی طور پر دی"۔

(منہج الصادقین جلد ۱ ص ۴۶۲، ایران)

آخر ۱۰ ھ میں عرفہ کے دن جبرئیل امین یہ حکم لے کر آئے ولایت علیؓ کا اعلان کرو، لیکن رسول اللہ نے منافقوں کی

. عذاب کے خوف سے اس حکم کے پہنچانے میں مضائقہ کیا:

(حاشیہ ترجمہ مقبول ص ۲۴۳ لاہور)

گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علیؓ کی امامت و خلافت کے اعلان سے ڈرتے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈانٹا گیا اور لوگوں سے حفاظت کا پیغام دیا گیا اور پھر کہا گیا

یٰاَیُّھَاالرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآاُنْزِلَ اِلَیْکَ فَاِلَم تَفعَل فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَکَ. وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ

اے رسول! جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا ہے اسے پہنچا دے (لوگوں تک) اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یوں سمجھیے کہ آپ نے اللہ کی رسالت نہیں پہنچائی اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ و مامون رکھے گا۔

علاوہ ازیں ۱۲۰ مرتبہ آپ کو آسمانوں پر بلایا گیا اور سیدنا علیؓ کی ولایت اور امامت کی ہر مرتبہ تاکید کی گئی۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے

ابن بابویہ وصفار و دیگر بسند معتبر از حضرۃ صادق علیہ السلام روایت کردہ اند کہ حق تعالیٰ رسولؐ اللہ را صد و بست مرتبہ باآسمان برد و در ہر مرتبہ آنحضرت را در باب ولایت و امامت امیرالمومنین وسائر ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین زیادہ بر سائر فرائض تاکید و مبالغہ نمود

ابن بابویہ، صفار اور دیگر حضرات (محدثین) نے معتبر سند کے ساتھ حضرت جعفر صادقؒ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۱۲۰ مرتبہ رسولؐ اللہ کو آسمانوں پر بلایا اور ہر مرتبہ آپ کو ولایت اور امامت علیؓ اور دوسرے آئمہ کی امامت کے بارے میں اتنی تاکید اور مبالغہ فرمایا جو دیگر فرائض میں تاکید و مبالغہ نہ کیا گیا۔ (حیات القلوب جلد ۲ ص ۵۰۴، باب بست و چہارم)

تب کہیں جا کر ولایت علیؓ کا اعلان غدیر خم کے موقعہ پر کیا گیا، لیکن بقول شیعہ کسی نے اس اعلان کو درخور اعتناء نہ سمجھا اور پیغمبر علیہ السلام کے انتقال کے بعد سیدنا ابو بکرؓ کو خلیفہ بنالیا اور تمام صحابہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی حتیٰ کہ سیدنا علیؓ نے بھی بیعت کرلی۔

ایک سازش

دراصل مسئلہ امامت رسولؐ اللہ کی نبوت کے خلاف یہودیوں اور مجوسیوں کی ایک سازش ہے تاکہ فرزندان اسلام کو نبوت کے مرکز ملت سے ہٹا کر امامت کی دہلیز پر سجدہ ریز کردیا جائے، لیکن چونکہ رسولؐ اللہ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تھا اور نہ ہی مسلمانوں کے ذہن کسی نبی کو قبول کرنے کے لیے تیار تھے، اس وجہ سے بعض پاکیزہ صفت لوگوں کو امامت کے لبادہ میں دنیا کے سامنے اس طریقہ سے پیش کیا گیا کہ نبوت کی جملہ صفات ان کے اندر بھر دیں اور نام انہیں نبی کے بجائے ''امام'' کا دے دیا گیا۔ چنانچہ صاف لکھا گیا۔

مرتبہ امامت نظیر درجہ نبوت است — امامت کا مرتبہ نبوت کے درجہ کی مانند ہے۔

(حق الیقین ص ۳۸ تہران)

کہیں لکھا

ان مرتبۃ الامامۃ کالنبوۃ — بے شک امامت کا مرتبہ نبوت کے مرتبہ کی مانند ہے

(حق الیقین عربی جلد ۱ ص ۱۳۸، تہران)

بلکہ ملا باقر مجلسی نے تو "امامت" کے لیے "نبوت" کا لفظ بھی استعمال کر دیا۔ چنانچہ لکھا "مرتبہ امامت نظیر نبوت و مثل آنست بلکہ چنانکہ نبوت رسالتے است از جانب خدا بوساطت ملک، امامت نیز فی الحقیقت نبوتے است بوساطت نبی"۔

مرتبہ امامت مرتبہ نبوت کی طرح ہے بلکہ جیسا کہ نبوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتہ (جبرئیل) کی وساطت سے ہے اسی طرح امامت بھی درحقیقت ایک نبوت ہے نبی کی وساطت سے۔

(حیات القلوب جلد ۳ ص ۸۱، تہران)

چنانچہ نبی کی ایک ایک صفت امام میں ثابت کی گئی بلکہ کچھ صفات تو نبوت سے بھی زیادہ امام میں مانیں گئیں۔

۱۔ اہل اسلام کے نزدیک عصمت صرف انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے لیکن شیعہ حضرات نے امام کو بھی نبی کی طرح معصوم ماننا شروع کر دیا۔

(احقاق الحق جلد ۱ ص ۱۹۷، اصول کافی ص ۱۶۵)

۲۔ امام کو نبی کی طرح منصوص من اللہ بھی ثابت کیا گیا حالانکہ یہ بھی نبی کا خاصہ ہے۔

(حق الیقین عربی جلد ۱ ص ۴۹، تہران)

۳۔ یہ بھی ثابت کیا گیا کہ جس طرح نبی کے پاس وحی آتی ہے اسی طرح امام کے پاس بھی وحی آتی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ نبی تو کبھی کبھی جبرئیل کو دیکھ لیتے ہیں، لیکن امام دیکھتے نہیں۔ باقی جبرئیل آتے دونوں کے پاس ہیں اور کلام بھی دونوں سے کرتے ہیں اور ان کا کلام بھی دونوں سنتے ہیں۔

(اصول کافی ص ۱۰۲)

۴۔ پھر جس طرح نبوت کا انکار کفر ہے اسی طرح امامت کے انکار کو بھی کفر قرار دیا گیا، چنانچہ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے

انکار امامت کفر است ہم چنانکہ انکار نبوت کفر است — امامت کا انکار اسی طرح کفر ہے جس طرح نبوت کا انکار کفر ہے۔

(حق الیقین جلد ۲ ص ۵۱۹، تہران)

اعتقادات شیخ صدوق میں ہے

واعتقادنا فیمن جحد امامت امیر المومنین علی ابن ابی طالب والائمہ من بعدہ انہ کمن جحد نبوۃ جمیع الانبیاء

اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس نے سیدنا علیؓ ابن ابی طالب اور ان کے بعد والے ائمہ کی امامت کا انکار کیا اس نے گویا کہ تمام انبیاء کی نبوت کا انکار کیا۔

(اعتقادات شیخ صدوق ص ۱۲۸ باب ۳۸ اعتقاد در ظالمان، تہران)

چنانچہ لکھا ہے کہ جس نبی نے بھی ائمہ کی امامت کے ماننے میں توقف کیا اس کو ہی سزا دی گئی۔

ان اللہ لم یبعث نبیاً من آدم الیٰ ان صار جدک محمداً صلی اللہ علیہ وسلم الاوقد عرض علیہ ولایتکم اہل البیت فمن قبلھا من الانبیاء سلم وتخلص ومن توقف عنھا وتتعتع فی حملھا لقی مالقی آدم علیہ السلام من المعصیۃ وما لقی نوح من الغرق ومالقی ابراہیم علیہ السلام من النار وما لقی یوسف علیہ السلام من الجب وما لقی ایوب علیہ السلام من البلاء وما لقی داؤد علیہ السلام من الخطیۃ الیٰ ان بعث اللہ یونس علیہ السلام فاوحی اللہ الیہ ان یونس تول امیر المومنین علیا والائمہ الراشدین من صلبہ، فقال کیف اتولی من لم ارہ ولم

اعرفہ وذھب مغاضباً فاوحی اللہ تعالیٰ الی الحوت ان التقمی یونس

اے اہل بیت ! اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام سے لے کر تمہارے جدّ امجد جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے نبی مبعوث فرمائے، ان میں سے ہر ایک پر تمہاری ولایت کو پیش کیا۔ جس نے تمہاری ولایت کو مانا وہ سلامت رہا اور جس نے توقف کیا اور پس و پیش کی تو اسے جو سزا ملی وہ ملی۔ سیدنا آدم علیہ السلام سے معصیت کا صدور، سیدنا نوحؑ کا طوفان سے واسطہ سیدنا ابراہیمؑ کو آگ کا سامنا، سیدنا یوسفؑ کا کنواں میں ڈالا جانا، سیدنا ایوب کا بیماری میں مبتلا ہونا، سیدنا داوٗد علیہ السلام کو خطاء کا سامنا ہونا یہ سب کچھ اسی توقف کی وجہ سے ہوا جو انہوں نے تمہاری امامت کے بارے میں کیا۔ پھر یونسؑ کو بھیجا گیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ اے یونس ! امیرالمومنین علیؓ اور ان کی اولاد کی ولایت کو تسلیم کرلو۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ ! جس کو دیکھا نہیں اور جس کو میں جانتا نہیں اس کی ولایت کو کیسے تسلیم کرلوں۔ یہ کہہ کر ناراض ہو کر چل پڑے حق تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ یونسؑ کو نگل جا۔

(انوارالنعمانیہ جلد ۱ ص ۲۵ تبریز)

۵- اسی پر بس نہیں کیا گیا بلکہ نبوت سے بھی زیادہ صفات ائمہ میں دکھانے کی کوشش کی گئی تاکہ سادہ لوح لوگوں کی نبوت سے توجہ ہٹا کر امامت پر مرتکز ہوجائے اور نبوت امامت کے سامنے ہیچ نظر آنے لگے۔ چنانچہ کہا گیا

"امام جب شکم مادر سے پیدا ہوتا ہے توزمین پر دونوں ہاتھ رکھ آسمان کی طرف منہ اٹھا کر واقع ہوتا ہے۔ اور جوں ہی زمین پر دونوں ہاتھ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے کل علم پر قبضہ کر لیتا ہے، جو اس نے آسمان سے زمین پر نازل کیا ہوتا ہے۔

(اصول کافی ص ۲۴۵)

۶- علم جو نبوت کا سرمایہ ہوتا ہے، امام کو اس میں بھی نبوت کے ساتھ برابری دے دی گئی۔ چنانچہ لکھا گیا کہ

"اللہ تعالیٰ نے تمام نبیوں کا علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جمع فرمادیا اور آپ نے وہ سارا علم امیرالمومنین (علیؓ) کو دے دیا"۔

(اصول کافی ص ۱۳۵)

۷- احادیث میں انبیاء علیہم السلام کی ایک خصوصیت یہ ذکر کی گئی ہے کہ ان کی آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔ اسی وجہ سے انبیاء کے خواب کو بھی وحی قرار دیا گیا۔ چنانچہ امام میں بھی یہ خصوصیت ثابت کی گئی اور لکھا

"امام کی دس علامات ہیں ---------- اس کی آنکھ سوتی ہے لیکن دل نہیں سوتا"۔

(اصول کافی ص ۱۴۶)

۸- احادیث میں آتا ہے کہ قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بارے میں سوال ہوگا۔ اس بارے میں بھی امام کو نبوت کے ساتھ برابری دی گئی اور لکھا کہ

"قبر میں علیؓ ابن ابی طالب کی ولایت کے بارے میں سوال ہوگا"۔

(حق الیقین جلد ۲ ص ۳۹۷، تہران)

۹- قرآن حکیم نے منصب نبوت کے بارے میں فرمایا

ماآتکم الرسول فخذوہ ومانھکم عنہ فانتھوا

جو کچھ رسول تمہیں دے وہ لے لو اور جس چیز سے روکے اس سے رک جاوٗ۔ (حشر !)

اس کے مقابلہ میں امام کو بھی اسی منصب پر بٹھایا گیا۔ چنانچہ لکھا ہے

قال ابوعبداللّٰه یاسلیمان ماجاء من امیرالمومنین یوخذبه ومانهیٰ عنه ینتهیٰ عنه جریٰ له من فضلٍ ماجریٰ لرسول اللّٰه

سیدنا جعفر صادقؒ نے فرمایا اے سلیمان! جو امیرالمومنین حکم دیں اس کو مانو اور جس سے منع کریں اس سے باز رہو۔ علیؓ کو وہی فضیلت حاصل ہے جو رسول کو ہے۔

۱۰۔ بعض باتیں ائمہ میں ایسی بھی تسلیم کیں جن سے نبوت کا دامن بھی خالی تھا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے تین چیزیں ایسی دی گئیں جن میں علیؓ میرے ساتھ شریک ہے۔ اور علیؓ کو تین چیزیں ایسی دی گئیں جن میں میں اس کے ساتھ شریک نہیں ہوں۔ عرض کیا گیا۔ یارسولؐ اللہ! وہ تین چیزیں کیا ہیں جن میں علیؓ آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ فرمایا ایک لواء الحمد مجھے دی گئی اور علیؓ اس کا اٹھانے والا ہے۔ دوسری کوثر مجھے عطا ہوئی اور علیؓ اس کا پلانے والا (ساقی) ہے۔ تیسری جنت اور دوزخ مجھے دی گئی اور علیؓ اس کا تقسیم کرنے والا (قاسم)

ہے اور وہ تین چیزیں جو علیؓ کو دی گئیں لیکن ان میں میں شریک نہیں ہوں۔ پہلی یہ کہ علیؓ کو شجاعت ایسی ملی جیسی مجھے بھی نہیں ملی۔ دوسری علیؓ کو فاطمہ الزہراؓ بیوی ملی لیکن اس جیسی مجھے بیوی نہیں ملی۔ تیسری شے یہ کہ علیؓ کو حسنؓ اور حسینؓ جیسے دو بیٹے ملے لیکن مجھے ان جیسے دو بیٹے نہیں ملے"۔

(انوارالنعمانیہ جلد ۱ ص ۱۷، مناقب ابن شہر آشوب جلد ۳ ص ۲۶۲، امالی طوسی جلد ۱ ص ۳۵۴)

یہ ہے اجمالی طور پر شیعہ حضرات کے مسئلہ امامت کی بحث۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو احقر کی کتاب "اسلام کا تصور نبوت"

امامت میں یہ خصوصیات ماننا امام کو نبی کا درجہ عطا کرنا ہے کیونکہ جب ہم کسی میں کوتوال شہر کی تمام صفات مان لیں تو ہم نے اس کو کوتوال شہر کا مثیل اور شریک بنادیا خواہ نام ہم اس کو کوتوال شہر کا نہ دیں۔ اسی وجہ سے حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

"امام باصلاح ایشاں معصوم، مفترض الطاعہ ومنصوب للخلق است ووحی باطنی در حق امام تجویز نمائند۔ پس درحقیقت ختم نبوت را منکر اند گو بزبان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را ختم الانبیاء می گفتہ باشند"

ان لوگوں (شیعہ) کی اصطلاح میں امام معصوم، واجب الاطاعت اور اصلاح خلق کے لیے مامور ہوتا ہے۔ اور امام کے حق میں یہ لوگ وحی باطنی بھی مانتے ہیں۔ اس وجہ سے یہ لوگ درحقیقت ختم نبوت کے منکر ہیں اگرچہ یہ اپنی زبان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "خاتم الانبیاء" کہتے ہیں۔

(تفہیمات الٰہیہ جلد ۲ ص ۲۴۴)

اور وہ عمرؓ ہیں۔ پس سب لوگوں نے اس کو تسلیم کرلیا اور اس پر رضامند ہوگئے اور سب نے عمرؓ کی بیعت کرلی۔

(طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۱۴۲)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا علیؓ کو سیدنا عمرؓ سے ایک خاص قسم کی دلی محبت تھی اور سیدنا عمرؓ کے مناقب و فضائل سے بخوبی آشنا تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ سیدنا ابوبکرؓ کے بعد کشتیٔ امت کا اگر کوئی ناخدا ہوسکتا ہے تو وہ صرف اور صرف سیدنا عمرؓ ہیں۔ اسی وجہ سے آپ نے برملا کہا کہ

"ہم سوائے عمرؓ کے اور کسی پر راضی نہ ہوں گے"

آپ نے سیدنا عمرؓ کو خلیفہ تسلیم کیا، ان کے ہاتھ پر بیعت کی اور قیامت تک آنے والے لوگوں کو بتادیا کہ ابو

طالب کا بیٹا خلافت کا خواہشمند نہیں اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے غدیر خم پر خلیفہ بلافصل بنایا تھا۔

سیدنا عثمانؓ کی بیعت

سیدنا عمرؓ نے شہادت کے وقت چھ صحابہ پر مشتمل ایک پینل مقرر فرمایا جس کا کام خلیفہ کا انتخاب تھا اور یہ بھی تھا کہ خلیفہ ان چھ میں سے ایک ہو طبری نے لکھا ہے کہ پینل مقرر کر کے سیدنا عمرؓ نے فرمایا تھا کہ

"میرا گمان ہے کہ تم علیؓ یا عثمانؓ میں سے کسی ایک کو والی بناؤ گے۔ پس اگر تم عثمانؓ کو خلیفہ مقرر کرو گے تو وہ ایک نرم دل اور نیک دل انسان ہیں۔ اور اگر علیؓ کو خلیفہ بناؤ گے تو ان میں مزاح کی عادت ہے، لیکن اس لائق ہیں کہ لوگوں کو حق اور صدق کی راہ پر چلائیں۔ اور اگر سعد بن ابی وقاصؓ کو خلیفہ مقرر کرو گے تو وہ اس کے اہل ہیں۔ اور اگر وہ خلیفہ مقرر نہ ہوں تو جو شخص خلیفہ مقرر ہو، اور امور مملکت میں ضرور ان سے مدد لے۔ اور میں نے انہیں (کوفہ کی گورنری سے) معزول کیا تھا تو وہ کسی خیانت یا کمزوری کی وجہ سے نہیں کیا تھا۔ اور عبدالرحمن بن عوفؓ تم میں نہایت صاحب الرائے اور صائب الرائے شخص ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے حافظ (حفاظت کرنے والا) ہے، لہذا (انتخاب خلیفہ کے بارے میں) ان کی رائے پر عمل کرنا"

(طبری جلد ۵ ص ۳۵)

مختصر یہ کہ سارے پینل نے سیدنا عبدالرحمن بن عوفؓ کو انتخاب خلیفہ کا اختیار دے دیا انہوں نے کئی روز کے غور و فکر اور مختلف لوگوں کے مشورہ کے بعد سیدنا عثمانؓ کو خلیفہ مقرر فرمایا۔ حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ سیدنا عبدالرحمن بن عوفؓ مسجد نبوی کے ممبر کی اس سیڑھی پر بیٹھے ہوئے تھے جہاں جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیات تشریف فرمایا کرتے تھے اور سیدنا عثمانؓ اس سے نیچی سیڑھی پر تشریف رکھتے تھے۔ سیدنا عبدالرحمنؓ کے منہ سے سیدنا عثمانؓ کا نام سن کر لوگوں کے ایک ازدہام نے سیدنا عثمانؓ کو گھیر لیا اور باری باری ان کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کرنے لگے۔ سب سے پہلے جس شخص نے سیدنا عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کی وہ سیدنا علی بن ابی طالب تھے۔

وجاء الیہ النّاس یبایعونہ و بایعہ علی ابن ابی طالب اولاً اور لوگ آپ کی طرف بیعت کی غرض سے بڑھنے لگے اور سب سے پہلے سیدنا علی ابن ابی طالبؓ نے آپ کی بیعت کی۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۷ ص ۱۴۷ التمہید والبیان ص ۱۱)

ایک اور روایت میں ہے

فرجع علی یشق الناس حتی بایع

لوگوں کے ہجوم کو چیرتے ہوئے سیدنا علیؓ واپس آئے یہاں تک کہ عثمانؓ کی بیعت کی

کذب کے خوف سے اس حکم کے پہنچانے میں مضائقہ کیا؛

(حاشیہ ترجمہ مقبول ص ۲۴۳ لاہور)

گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا علیؓ کی امامت وخلافت کے اعلان سے ڈرتے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ڈانٹا گیا اور لوگوں سے حفاظت کا پیغام دیا گیا اور پھر کہا گیا

يَاأَيُّهَاالرَّسُولُ بَلِّغ مَاأُنزِلَ اِلَيکَ فَاِلَم تَفعَل فَمَا بَلَّغتَ رِسَالَتَکَ. وَاللّٰهُ يَعصِمُکَ مِنَ النَّاسِ

اے رسول! جو کچھ تیری طرف نازل کیا گیا ہے۔ اسے پہنچا دے (لوگوں تک) اگر تم نے ایسا نہ کیا تو یوں سمجھیے کہ آپ

نے اللہ کی رسالت نہیں پہنچائی اور اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں سے محفوظ و مامون رکھے گا۔

علاوہ ازیں ۱۲۰ مرتبہ آپ کو آسمانوں پر بلایا گیا اور سیدنا علیؓ کی ولایت اور امامت کی ہر مرتبہ تاکید کی گئی۔ چنانچہ ملا باقر مجلسی نے لکھا ہے

ابن بابویہ وصفار ودیگر بسند معتبر از حضرة صادق علیہ السلام روایت کردہ اند کہ حق تعالیٰ رسولؐ اللہ را صد و بست مرتبہ باآسمان برد و در ہر مرتبہ آنحضرت را در باب ولایت وامامت امیر المومنین وسائر ائمہ طاہرین صلوات اللہ علیہم اجمعین زیادہ بر سائر فرائض تاکید ومبالغہ نمود

ابن بابویہ، صفار اور دیگر حضرات (محدثین) نے معتبر سند کے ساتھ حضرت جعفر صادقؒ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۱۲۰ مرتبہ رسولؐ اللہ کو آسمانوں پر بلایا اور ہر مرتبہ آپ کو ولایت اور امامت علیؓ اور دوسرے آئمہ کی امامت کے بارے میں اتنی تاکید اور مبالغہ فرمایا جو دیگر فرائض میں تاکید و مبالغہ نہ کیا گیا۔ (حیات القلوب جلد ۲ ص ۵۰۴، باب بست وچہارم)

تب کہیں جا کر ولایت علیؓ کا اعلان غدیر خم کے موقعہ پر کیا گیا، لیکن بقول شیعہ کسی نے اس اعلان کو درخور اعتناء نہ سمجھا اور پیغمبر علیہ السلام کے انتقال کے بعد سیدنا ابو بکرؓ کو خلیفہ بنالیا اور تمام صحابہ نے ان کے ہاتھ پر بیعت کرلی حتیٰ کہ سیدنا علیؓ نے بھی بیعت کرلی۔

ایک سازش

دراصل مسئلہ امامت رسولؐ اللہ کی نبوت کے خلاف یہودیوں اور مجوسیوں کی ایک سازش ہے تاکہ فرزندان اسلام کو نبوت کے مرکز ملت سے ہٹا کر امامت کی دہلیز پر سجدہ ریز کردیا جائے، لیکن چونکہ رسولؐ اللہ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تھا اور نہ ہی مسلمانوں کے ذہن کسی نبی کو قبول کرنے کے لیے تیار تھے، اس وجہ سے بعض پاکیزہ صفت لوگوں کو امامت کے لبادہ میں دنیا کے سامنے اس طریقہ سے پیش کیا گیا کہ نبوت کی جملہ صفات ان کے اندر بھر دیں اور نام انہیں نبی کے بجائے "امام" کا دے دیا گیا۔ چنانچہ صاف لکھا گیا۔

مرتبہ امامت نظیر درجہ نبوت است   امامت کا مرتبہ نبوت کے درجہ کی مانند ہے۔

(حق الیقین ص ۳۸ تہران)

کہیں لکھا

ان مرتبۃ الامامۃ کالنبوۃ   بے شک امامت کا مرتبہ نبوت کے مرتبہ کی مانند ہے

(حق الیقین عربی جلد ۱ ص ۱۳۸، تہران)

تکذیب کے خوف سے اس حکم کے پہنچانے میں مضائقہ کیا:

آپ کے عطیات: محاسبۂ مرزائیت و رافضیت کی جدوجہد کو تیز تر کرنے کے لئے اپنی زکوٰۃ، صدقات اور عطیات اپنی جماعت مجلس احرار اسلام کو دیجئے

بذریعہ منی آرڈر :۔ سید عطاء المحسن بخاری مدظلہٗ، دار بنی ہاشم، مہربان کالونی، ملتان

بذریعہ بنک ڈرافٹ یا چیک :۔ اکاؤنٹ نمبر ۲۹۹۳۲ حبیب بنک حسین آگاہی، ملتان

پروفیسر خالدہ شبیر احمد

عورت، پردہ اور ہمارے جدید دانشور

عورت کے احترام اور تقدس کا جو معیار اسلام نے ہمارے سامنے پیش کیا ہے۔ اس کا لازمی تقاضا ہے کہ عورت کو پردہ میں رکھا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ عورت کی حیثیت معاشرے میں متعین کرنے کے بعد اسلام نے پردہ کے احکام بھی نافذ کئے تاکہ عفت و عصمت کے تقاضوں کو اسلامی معاشرے میں بطریق احسن پورا کیا جاسکے۔ اسلام معاشرے کی طہارت اور پاکیزگی اور اس کے تقدس اور احترام پر بہت شدت کے ساتھ زور دیتا ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اسلامی معاشرے کی پوری عمارت ان ہی دو بنیادوں پر استوار ہے ایک پاکیزگی، دوسرے تنظیم تو اس میں کوئی مبالغہ کی بات نہیں۔ یہ اوصاف اس لئے بھی لازمی ہیں کہ ان کے نتیجہ میں ہی معاشرے میں امن برقرار رہ سکتا ہے۔ ذلت و رسوائی بے راہ روی کی طرف لے جاتی ہے اور بے راہ روی بدامنی کا پیش خیمہ ہے۔ بدامنی کے ماحول میں انسان اپنی ضروریات زندگی تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا چہ جائے کہ اس سے ملک یا معاشرے کے لیے کسی کارنامے کی توقع کی جائے۔

اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو پردہ اور عورت دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ مشاہدے اور مطالعے، تجربات و واقعات سے یہ بات ثابت ہوچکی ہے کہ پردہ عورت کا ایک فطری تقاضا اور ضرورت ہے۔ جس کو پورا کرنا انسانی قدروں پر قائم ہونے والے ہر معاشرے کا بنیادی فرض ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قبل از اسلام بعض غیر اسلامی معاشروں کے اندر بھی پردہ موجود تھا۔ خود ہندوستان کے اندر البیرونی کی کتاب کتاب الہند کے حوالے سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ ہندو عورتیں بھی پردہ کرتی تھیں۔ اسی طرح یونانی تہذیب و تمدن جب اپنی درست اور صحیح حالت میں تھا پردہ کا پابند اور قائل تھا۔ زنان خانے اور مردان خانے الگ الگ بنائے جاتے تھے۔ عورتیں عام آدمیوں کے سامنے نہیں آتی تھیں۔ اگر باہر نکلتیں تو چادر یا قباء اوڑھ کر نکلتی تھیں۔ مرد کسی کے گھر مہمان جاتے تو مردان خانے میں ٹھہرتے تھے۔

"عورت یونانی گھر کی ملکہ تھی۔ اس کے فرائض کا دائرہ گھر تک محدود تھا اور ان حدود میں وہ پوری طرح بااقتدار تھی، اس کی عصمت ایک قیمتی چیز تھی جس کو قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ شریف یونانیوں میں پردے کا رواج تھا۔ ان کے گھروں میں زنان خانے مردان خانوں سے الگ ہوتے تھے۔ ان کی عورتیں مخلوط محفلوں میں شریک نہ ہوتی تھیں۔ نہ منظر عام پر نمایاں کی جاتی تھیں نکاح کے ذریعے کسی ایک مرد سے وابستہ ہونا عورت کے لیے شرافت کا مرتبہ تھا۔ اور اس کی عزت تھی" ("پردہ" ابو اعلیٰ مودودی ص ۱۵)

خداوند تعالیٰ نے جو عورت کا بھی خالق ہے عورت کے اسی فطری تقاضے کو پیش نظر رکھتے ہوئے پردے کے احکامات قرآن پاک میں نازل فرمائے،

"اے نبی مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت و عفت کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزگی کا طریقہ ہے۔ یقیناً اللہ جانتے ہیں جو کچھ وہ کرتے ہیں۔ اور مومن عورتوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔ اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں۔ سوائے اس زینت کے جو خود ظاہر ہوجائے (مراد یہاں ہاتھ اور چہرے سے ہے) اور اپنے سینے پر اوڑھنیوں کی بکل مار لیا کریں"

(سورۃ النور۔ ۳۰)

"اے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر چادروں کے گھونگٹ ڈال لیا کریں

- اس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ پہچانی جائیں گی اور ان کو ستایا نہیں جائے گا" (سورۃ احزاب - ۵۹)

پردے کے ان واضح احکام کے ساتھ ہی اسلام نے بعض دوسرے احکامات کا اہتمام کیا جس سے پردے کا ماحول پیدا ہوتا ہے اور پردے کے احکامات کی حکمت واضح طور پر ابھرتی ہے پردے کے ان ذیلی احکامات کی بھی اتنی ہی پابندی اسلامی معاشرے کے اندر لازمی اور ضروری ہے جتنی بذات خود پردے کے احکامات کی کیونکہ اس وقت تک پردے کی حکمتوں سے کماحقہ ، فائدہ حاصل نہیں ہوتا جب تک پردے کے ان متعلقات کو بھی ہم عملی طور پر نافذ نہیں کرتے ان میں سے سب سے پہلے "شرم وحیاء" کی تلقین ہے شرم وحیاء نیک سیرت انسان کی ایک ایسی صفت ہے جو اسے لغزش اور کوتاہی کے موقع پر سہارا دیتی ہے - یہ شرم وحیاء کا ہی اثر ہے کہ انسان خواہ وہ مرد ہو یا عورت اپنے جسم کے ان تمام حصوں کو پردے میں رکھنے کی کوشش کرتا ہے جو جنسی میدان میں ہیجانی کیفیت برپا کرنے کی وجہ بنتے ہیں - دراصل ستر پوشی یا پردے کا خیال شرم وحیاء کے جذبے پر ہی استوار ہے - جہاں شرم وحیاء اپنی پوری تابانی کے ساتھ موجود ہے وہاں عریانی وفحاشی کی فضا قائم نہیں ہوسکتی اور جہاں شرم وحیاء کو تیاگ دیا گیا ہو، وہاں پردے کے اہتمام والصرام میں مشکل پیدا ہوتی ہے اس لئے جس طرح پردہ اور عورت لازم وملزوم ہیں ویسے ہی پردہ اور شرم وحیاء بھی لازم ملزوم ہیں - اس لئے اسلام نے شرم وحیاء کو اپنے ماننے والوں کے لئے ضروری اور لازمی قرار دیا ہے - اسلام نے شرم وحیاء کی مختلف انداز میں تلقین کی ہے خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے شرم وحیاء کی تلقین فرمائی ہے - ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک انصاری اپنے بھائی سے کہہ رہا ہے کہ زیادہ شرم نہ کیا کرو آپ نے سنا تو انصاری سے کہا کہ ایسا نہ کہو کیونکہ "حیاء جزوایمان ہے" - چونکہ حیاء ایسی صفت کا نام ہے جو انسانوں کو ان تمام کاموں کے چھوڑنے پر ابھارتی ہے جو قبیح ہیں اس لئے ارشاد نبوی ہے "حیاء خیر کی موجب ہوتی ہے" شرم وحیاء انسانی زندگی میں سکون واطمینان پیدا کرنے کا ذریعہ بنتی ہے اور ذہنی کرب اور دلی بے چینی کو روکتی ہے - اس کے علاوہ جس فرد کے افعال و کردار میں حیاء کا جذبہ موجود نہیں ہے اس کا ہر آن گمراہ ہونے کا خدشہ موجود رہتا ہے - اس لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"شرم اٹھ جانے کے بعد جو جی میں آئے کرو"

شرم وحیاء کے بعد دوسری اہم بات جو پردے کے ماحول کے لئے ضروری ہے وہ " بدنگاہی پر پابندی اور قدغن ہے - "بدنظری" کو اسلام میں الخبائث بھی کہا گیا ہے - اسے معاشرے کے اندر فاشی وعریانی کا محرک قرار دیا گیا ہے - اسے نظروں کا زنا بھی کہا گیا - بعض علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ نگاہیں شہوت کی قاصد اور پیغامبر ہیں - اس لئے اسلام نے قرآن کے ذریعے اعلان کردیا۔

"ایمان والوں سے کہہ دیجئے کہ ذرا اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنے ستر کو بچائے رکھیں اس میں ان کے لئے پاکیزگی ہے اللہ تعالیٰ کو جو وہ کرتے ہیں خبر ہے" (سورۃ النور)

نگاہیں نیچی رکھو ! یا نگاہیں پست رکھو ! کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ لوگ ہر وقت نیچے ہی دیکھتے رہیں - بلکہ اس کا مطلب ہے کہ اس چیز سے پرہیز کرو جسے حدیث میں نظروں کا زنا کہا گیا ہے اجنبی عورتوں کے حسن سے محظوظ ہونا ان کی زینت سے لذت حاصل کرنا اور اسی طرح عورتوں کے لئے اجنبی مردوں کے حسن سے لطف اندوز ہونا بھی اسی دائرے میں شمار ہوتا ہے - حضرت جریرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اچانک نظر پڑ جائے تو کیا کروں ؟ آپ نے کہا کہ " نظر پھیر لو - حضرت بریدہؓ کی روائت ہے کہ " رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو پہلی نظر تمہیں معاف ہے مگر دوسری نظر کی اجازت نہیں "اگر اچانک نادانستہ طور پر نگاہ عورت کی مرد پر یا مرد کی عورت پر پڑ جائے تو کوئی قباحت نہیں لیکن اس حدیث میں دوسری نگاہ سے منع فرمایا ہے اگر کوئی شخص دانستہ طور پر عورت کو شہوت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اس کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " جو شخص کسی اجنبی

عورت کے محاسن پر شہوت کی نظر ڈالے گا۔ قیام کے روز اس کی آنکھوں میں پگھلا ہوا سیسہ ڈالا جائے گا۔ حضرت علیؓ سے روائت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اپنی مجلس میں فرمایا، عورتوں کے لئے کونسی چیز بہتر ہے ؟ کسی نے جواب نہ دیا سب کے سب خاموش رہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اس مجلس میں خود میں بھی تھا مجھ سے بھی کوئی جواب نہ بن پڑا۔ جب میں گھر آیا تو یہی سوال میں نے حضرت فاطمہؓ سے کر دیا کہ عورتوں کے لئے کونسی چیز بہتر ہے ؟ حضرت فاطمہؓ نے برجستہ جواب دیا "سب سے بہتر یہ ہے کہ مردوں کی نگاہ سے عورتیں محفوظ رہیں" حضرت علی اس جواب سے بہت خوش ہوئے اور جا کر نبی اکرمؐ سے اس بات کا تذکرہ کیا۔ چنانچہ آپ نے بھی اس پر مسرت کا اظہار کیا اور فرمایا کہ "فاطمہؓ میرا ایک حصہ ہے" مسند احمد میں ایک روائت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا،

"کوئی مسلمان جب پہلی مرتبہ کسی عورت کی خوبصورتی دیکھے تو اپنی نگاہ پست کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس کی عبادت میں شیرینی پیدا کرتا ہے"

اس ساری تفصیل سے جو بات واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ رب العالمین نے جو خود انسان کا خالق ہے اسے بہتر سمجھا کہ حفظ ماتقدم کے طور پر غلط نگاہی پر پابندی لگا دی جائے۔ یہی پابندی معاشرتی زندگی کا وہ انمول موتی ثابت ہوتا ہے جو معاشرے کے اندر شرم و حیاء کو روک کر اسے امن، سکھ اور چین کا گہوارہ بنا دیتا ہے۔ پردے کے ماحول میں پختگی پیدا کرنے کے لئے یا پردے کے ماحول کو برقرار رکھنے کے لئے جتنا نگاہ کو دخل ہے اور کسی چیز کو نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ پردے کے متعلقہ تمام احکام جو اسلام نے جاری کئے ہیں اس میں عورتوں کو محض اپنے حسن کی نمائش کے لئے باہر نکلنے سے منع فرما دیا ہے تاکہ مردوں کو یہ شکایت نہ رہے،

سبھی ہم سے یہ کہتے ہیں کہ رکھ نیچی نظر اپنی
کوئی ان سے نہیں کہتا نہ نکلو یوں عیاں ہو کر

چنانچہ خداوند تعالیٰ سورہ احزاب میں عورتوں سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

"اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور جاہلیت کے وقت میں دکھانے کا جو دستور تھا اس طرح دکھاتی نہ پھرو" (سورہ احزاب ۳۳)

عرب معاشرے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے یہ رواج تھا کہ عورتیں بن سنور کر نکلتی تھیں وہ اپنے حسن کا مظاہرہ کرتیں، اپنے لباس، اپنی چال ڈھال، وضع قطع غرضیکہ ہر چیز کی نمائش مقصود ہوتی تھی۔ دوپٹہ اسطرح ڈالتی تھیں جس سے سینے کا ابھار مزید واضح ہو جاتا زیورات کی نمائش اور ان کی کاٹ فتنہ سامانیاں پیدا کرتی تھیں۔ اسلام نے ان تمام چیزوں پر پابندی عائد کر دی۔ امہات المومنینؓ (جن کے بارے میں ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان بھی غلط بات تصور نہیں کر سکتا) تک کو گھروں میں بیٹھنے کی تلقین تھی۔ حکم تھا عورتیں ضرورتاً نکلیں اور بن سنور کر نہ نکلیں۔ بہت جلد اسلامی معاشرے میں اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ آج آپ اپنے معاشرے میں دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ ہمارے معاشرے میں بھی اکثر و بیشتر عورتیں اس لئے باہر نکلتی ہیں کہ ان کے حسن، لباس، ان کی چال ڈھال، انکے ہار سنگھار، ان کی امارت اور ان کے ناز و نخرے کی نمائش ہو اور لوگ ان کے بارے میں باتیں کریں کہ فلاں کی کیا بات ہے۔ ورنہ ضرورتاً نکلنے والی عورتیں اس انداز سے باہر نکلتی ہیں کہ خود حیاء کو ان سے حیاء آتی ہے چہ جائیکہ کوئی انہیں غلط نگاہ سے دیکھے یہ فرق تو آج بھی واضح طور پر ہمارے سامنے ہے۔ پاک دامن اور مومن صفت عورتیں عام عورتوں سے ہٹ کر اپنے حسن کی نمائش کے لیے گھر سے نہیں نکلتیں۔ بلکہ ضرورتاً باہر آتی ہیں اور ان میں ایک انفرادیت ہوتی ہے ان کی نگاہیں نیچی ہوتی ہیں۔ سروں پر چادریں ہوتی ہیں اور نہ وہ وہاں جاتی ہیں جہاں مخلوط اجتماع ہوتا ہے۔ مثلاً وہ کلب گھروں، سینماؤں، اسمبلی ہال، تھیٹر، یونیورسٹی میں نہیں جاتیں چادریں ایسی اوڑھتی ہیں کہ جس سے جسم کی تراش خراش نظر نہیں آتی۔ زیورات پہن کر نہیں نکلتیں اور نہ ہی ہار سنگار کر کے باہر آتی ہیں۔ ان کی چال سے ان کی شرافت نمایاں ہوتی ہے۔ پاؤں زمین پر نہیں مارتیں تاکہ لوگ ان کی

طرف متوجہ نہ ہوں - غرضیکہ مومن صفت عورتیں اس طرح سے گھروں سے نکلتی ہیں کہ عام لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ شریف عورتیں ہیں اور کسی ضروری کام کی غرض سے باہر نکلی ہیں - تاکہ کوئی شرپسند ان سے تعرض نہ کرے حضرت ابن عباسؓ نے پردے والی اس آیت کی تفسیر میں اسی بات کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے - فرماتے ہیں

"اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت سے باہر نکلیں تو سر کے اوپر سے اپنی چادروں کے دامن لٹکا کر اپنے چہروں کو ڈھانک لیا کریں"

علامہ ابو بکر جصاص رحمتہ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر اسطرح سے کرتے ہیں -

"یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جوان عورتوں کو اجنبیوں سے چہرہ چھپانے کا حکم ہے - اور انہیں گھر سے نکلتے وقت پردہ داری اور عفت مآبی کا اظہار کرنا چاہیئے تاکہ بدنیت لوگ ان کے حق میں طمع نہ کرسکیں -"

امام رازی رحمتہ اللہ علیہ نے آیت کے پس منظر اور اس کے مفہوم و معنی کو اس طرح سے پیش کیا ہے

"جاہلیت کے دور میں اشراف کی عورتیں اور لونڈیاں سب کھلی پھرتی تھیں - اور بدکار لوگ ان کا پیچھا کیا کرتے تھے - اللہ تعالیٰ نے شریف عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اوپر چادر ڈال لیں - تاکہ ان کا مخصوص لباس ان کی پہچان بن جائے کہ وہ شریف عورتیں ہیں اور ان کا پیچھا نہ کیا جائے - دوسرے یہ کہ اس سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ وہ بدکار نہیں ہیں اور ان کا پیچھا نہ کیا جائے"

ان فقہا اور علماء کی تفسیر سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس دور میں بھی آوارہ مزاج عورتیں اپنے حسن کی نمائش کے لئے کھلے بندوں باہر نکلتی تھیں اور بدکار مرد ان کے پیچھے پڑ جاتے تھے - آج بھی یہی صورت ہے - اس وقت بھی اسلام نے یہی علاج مناسب سمجھا کہ شریف عورت گھر سے بوقت ضرورت نکلے اور نکلنے کا انداز شریفانہ ہو - چادر اوڑھ کر نکلیں چہرہ چھپا ہوا ہو اور جسم کے خدوخال چادر کے اندر چھپے ہوئے ہوں - اور آج بھی اس فعل بد کو روکنے کا یہی اسلامی و الہامی طریقہ ہے -

دوسری بات جو فقہا کی ان تفسیروں سے واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ صحابہ کرام کے دور سے لیکر آٹھویں صدی تک ہر دور اور ہر زمانے میں پردے کی آیات کا یہی مفہوم رہا ہے کہ مسلمان عورتیں اپنے چہرے پر نقاب ڈالیں - چنانچہ بعض شواہد سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں ہی نقاب چہرے پر ڈالا جاتا تھا - اور کھلے چہرے کا رواج ختم ہو گیا تھا -

عورتیں جب بھی ضرورت کے تحت باہر نکلیں انہیں ان آداب کو پیش نظر رکھنا چاہیئے جو اسلام نے ان کے لئے مقرر کئے ہیں - انہی آداب یا قواعد و ضوابط میں ایک یہ بھی ہے کہ عورت خوشبو لگا کر باہر نہیں نکل سکتی - حضرت ابوہریرہؓ سے ایک عورت کی ملاقات ہوئی جس نے خوشبو لگا رکھی تھی حضرت ابوہریرہؓ نے پوچھا کہ کیا مسجد سے آرہی ہو؟ (عورتوں کو مسجد جاکر نماز پڑھنے کی اجازت ہے) عورت نے کہا کہ ہاں ابوہریرہؓ نے پوچھا لیکن تم نے تو خوشبو لگا رکھی ہے اس نے کہا کہ ہاں میں نے خوشبو لگا رکھی ہے اس پر حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جو عورت خوشبو لگا کر مسجد آتی ہے اس کی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا - اب اگر خوشبو لگا کر عورت مسجد میں نماز پڑھنے نہیں جاسکتی تو پھر عام ضرورت کے تحت خوشبو لگا کر بازار کیسے جاسکتی ہے؟ دوسرے عورتوں کے لئے لازم ہے کہ وہ صدر راستوں سے گریز کریں - جہاں مردوں کا رش ہو وہاں سے گذرنے سے اجتناب برتیں دیوار کے ساتھ ساتھ ایک طرف ہو کر گذریں - تاکہ مردوں سے ان کا ٹکراؤ نہ ہو - باہر نکل کر کسی اجنبی مرد سے بات کرنا پڑ جائے تو اس میں لوچ نہ ہو کسی مرد کو علیحدگی میں نہ ملیں اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں کو بھی منع فرمادیا - تنہا سفر عورت کے لئے ممنوع فرمادیا گیا - زندگی میں سفر کی ضرورت پیش آئے تو اسلام سفر میں بھی عورت کی عصمت و عفت کا سامان مہیا کرتا ہے - چنانچہ قانون یہی ہے کہ کوئی مومن صفت عورت اپنے محرم کے بغیر سفر کے لئے گھر سے باہر نکل سکتی - حج جو اسلام کی

ایک اہم عبادت ہے اس کی ادائیگی کے لئے سفر صاحب ثروت عورت پر بھی اسی طرح سے فرض ہے جس طرح مرد پر لیکن عورت کے لئے اسلام نے کہا کہ وہ اپنے محرم کو ساتھ لے کر سفر کو چلے۔ چہ جائیکہ عام سفر محرم کے بغیر ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

"مومنہ عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ بغیر محرم کو ساتھ لئے ایک دن اور ایک رات کی مسافت میں تنہا سفر کرے

(ریاض الصالحین باب تحریم اسفر المرۃ وحدہ)

ایک مرتبہ ایک صحابی کی بات سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ارشاد فرمایا۔

"کوئی مرد کسی ایسی عورت سے نہ ملے جس کا محرم اس کے ساتھ نہ ہو اور کوئی عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میری بیوی حج کو جارہی ہے اور میں نے غزوہ میں شرکت کا ارادہ کر لیا ہے آپ نے فرمایا کہ تو اپنی بیوی کے ہمراہ حج کے لیے جا"

(ریاض الصالحین ص ۱۷۸

(یہی وہ حدیث ہے جس پر ہماری قومی اسمبلی ایک ہنگامہ برپا ہوا۔۔۔۔ نوبت بایں جا رسید! حدیث پر احتجاج ہوا جس کی ذمہ داری جن پر عائد ہوتی ہے وہ یہاں نہیں تو قیامت کے روز خدا کے سامنے جواب دہ ہیں۔

ان حقائق کو پیش نظر رکھ کر بتائیں کہ یہ قواعد و ضوابط عورت کی عصمت، اس کے تقدس اور اس کے احترام کو محفوظ رکھنے کے لئے ہیں یا کہ عورت کو مقید اور غلام بنانے کے لئے۔ ان احکامات سے یہ تاثر کہاں ملتا ہے کہ اسلام نے عورت کو مقید کر دیا ہے۔ عورت کی ترقی میں اسلام حائل ہے۔ اگر ترقی سے مراد عریانی، عیاشی یا فحاشی ہے تو یقیناً اسلام اس راہ کی ایک عظیم رکاوٹ ہے کیونکہ اسلامی معاشرہ اس فحاشی کا متحمل ہی نہیں ہوسکتا۔ جس میں عورت مرد کے ہاتھ میں محض ایک کھلونا بن جائے جس سے وہ جب تک چاہے کھیلتا رہے اور جب چاہے اس کو توڑ دے۔ کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ اسلام عورت اور مرد کے درمیان مساوات کا قائل نہیں ہے۔ یا یہ کہ اسلام نے مرد کو اتنے اختیارات دے دیئے ہیں کہ عورت مرد کی غلام ہو کر رہ گئی ہے۔ یہ سب بے معنی اعتراضات ہیں جن کا حقیقت کے ساتھ کوئی سروکار نہیں اور جو عموماً غیر مسلم محققین یا مستشرقین کی جانب سے اسلام پر کئے جاتے ہیں جو محض ایک بے ہودہ اور لغو پراپوگنڈہ ہے۔ خلاف اسلام طاقتوں کی جانب سے اس پراپوگنڈہ ہے کی غرض و غائت تو سمجھ میں آتی ہے۔ لیکن خود ہمارے مسلمان جدید دانش ور جب اس پراپوگنڈے کا شکار ہو کر وہی راگ الاپنا شروع کر دیتے ہیں جو غیر مسلم دانشوروں کا شعار ہے تو ہمیں دکھ ہوتا ہے۔ کہ یہ کیا انداز فکر ہے؟ اسلام نے کہاں عورت پر ظلم و زیادتی کی ہے۔ کہاں اس کا حق مارا گیا ہے؟ کیا عورت کے تقدس و احترام کا تحفظ کرنا عورتوں کو مقید کر دینے کے مترادف ہے۔ جو کچھ امریکی یا یورپی معاشرے کے اندر ہو رہا ہے کیا اس سے عورت کے احترام میں اضافہ ہوا ہے کیا عورت کی نجی زندگی وہاں پر پرسکون ہے یا اضطراب کا شکار؟ کیا اس آزادی کے غلط تصور نے وہاں پر عورتوں کے استحصال کے تمام دروازے بند کر دیئے ہیں یا یہ استحصال ہو رہا ہے؟ آزادی کا کوئی تصوّر پابندی کے بغیر مکمل نہیں ہے۔ آزادی کے دو پہلو ہیں۔ مثبت اور منفی جب تک یہ دونوں پہلو ساتھ ساتھ نہیں چلتے اس وقت تک آزادی کا صحیح تصور ابھر کر سامنے نہیں آسکتا اور نہ اس سے آپ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ہر حق میں ایک فرض پوشیدہ ہے حق سے فائدہ اٹھانے کا حق صرف اس فرد کو ہے جو اس پوشیدہ فرض کو ادا کرنے کی ذمہ داری پوری کرتا ہے۔ لوگوں نے آزادی کے غلط مفہوم کو سامنے رکھتے ہوئے اسلام کے خلاف پراپوگنڈہ مہم شروع کر رکھی ہے اور اس مہم میں جہاں غیر مسلم دانش ور سرگرم عمل ہیں وہاں ہمارے مسلمان دانش ور بھی ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے دانستہ یا نادانستہ طور پر خلاف اسلام طاقتوں کی سازش کا شکار ہیں۔

جدید حالات کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ اسلام کے بنیادی اور طے شدہ احکامات کو منسوخ یا معطل کر دیا جائے۔ بلکہ اگر آپ کوشش کریں تو یہ کوئی ناممکن بات نہیں کہ شرعی حدود و قیود کے اندر رہ کر عورت سے ملک کی ترقی و خوشحالی کے لئے کام لیا جائے۔ اس بات کا جواز نہیں ہے کہ حالات تبدیل ہو چکے ہیں لہذا پردے کے احکامات کو مؤخر یا پس پشت ڈال دیا جائے۔ حالات کا تقاضا ہے کہ عورت اپنی پوری رعنائی کے ساتھ مرد کے شانہ بشانہ کام کرے۔ دلیل یہ ہے کہ ہر غیر مسلم معاشرے کے اندر اسی طرح ہو رہا ہے۔ اس لئے پاکستانی معاشرے میں بھی اسی طرح ہونا چاہئے غیر مسلم ہمارے لئے نہ معیار ہیں اور نہ ہی حجت۔ یہ دلائل پردے کے احکامات کو تبدیل یا منسوخ کر دینے کا جواز نہیں اس طرح تو پورے دین کی شکل و صورت ہی تبدیل ہو کر رہ جائے گی۔ کہا جا سکتا ہے زندگی تیز ہو گئی ہے مصروفیات میں اضافہ ہو چکا ہے اس لئے پانچ نمازوں کی بجائے دو نمازوں سے ہی کام چلایا جائے۔ حالات کا تقاضا ہے کہ رمضان شریف کے ۳۰ روزوں کی بجائے ۱۵ روزے رکھے جائیں کیونکہ روزوں سے انسان کی فعالیت پر اثر پڑتا ہے۔ یہ یہ انداز فکر وہی ہے جس کا جواب آج سے چودہ سو برس پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف اقدام کر کے دیا تھا۔ کہ حالات خواہ کچھ ہوں میں زکوٰۃ وصول کروں گا۔ حالات کا بہانہ بنا کر فرائض سے غفلت اختیار نہیں کی جا سکتی۔ اور نہ ہی اس غلط کام کا نام "اجتہاد" ہے "اجتہاد" ان معاملات پر ہوتا ہے جن کے بارے میں اسلام میں واضح احکامات موجود نہ ہوں۔ پردے کے احکامات قرآن و حدیث کی روشنی میں بالکل واضح ہیں۔ اس لئے اس بات کی گنجائش موجود نہیں ہے کہ حالات کا بہانہ بنا کر ان کو منسوخ کر دیا جائے یا ایسے حالات پیدا کر دیئے جائیں کہ جن میں رفتہ رفتہ پردے کا مفہوم یکسر تبدیل ہو کر رہ جائے، اور اخلاقی بے راہ روی بے لگام ہو کر معاشرے کے اندر فتنہ فساد کا باعث بن جائے۔ اسلام کی نظر میں عصمت، عفت، نیکی، شرافت، پارسائی عبادت اور پاکیزگی کی اہمیت ہے اور اچھے اخلاق و اعمال دین و دنیا کی بہت بڑی دولت ہیں اس بات میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ دنیا کا امن و سکون ختم ہو کر رہ جائے گا اگر آپ نے حالات کا بہانہ بنا کر عصمت و عفت کے قوانین کو تبدیل کر دیا تو تقدس و احترام کی مٹی پلید ہو کر رہ جائے گی۔ دنیا کی تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ ایک قوم کی تباہی اور بربادی میں اس قوم کے اخلاق و اعمال کی پستی کا بڑا دخل ہوتا ہے۔ وہ معاشرہ بہت جلد ذلت و رسوائی کا شکار ہوتا ہے جس کے اندر عصمت و عفت، طہارت پاکیزگی کے لئے کوئی استوار قوانین موجود نہیں ہوتے۔ ہر بدی اور ہر برائی کا آغاز معمولی نوعیت کا ہوتا ہے اگر اس کو روکا نہ جائے تو یہی بدی بڑھ کر بربادی کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اسلام نے عورت کی قدم قدم پر رہنمائی اس لئے کی ہے کہ نظام تمدن قائم رہے۔ اور مرد اور عورت دونوں اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے اپنے فرائض منصبی سر انجام دے سکیں، شریعت نے جو پابندیاں بھی مرد و زن پر عائد کی ہیں وہ اس کی بہتری کے لئے ہیں جہاں بھی شریعت اسلامی کی بتائی ہوئی راہ کے خلاف عورت اور مرد کا اختلاط ہوتا ہے وہیں فتنے پیدا ہوئے ہیں۔ مولانا ماہر القادری نے ایک جگہ پر کیا خوب تجزیہ پیش کیا ہے۔

"ذوق بے حجابی اور شوق تبرج صرف چہرے کی بے نقابی پر قناعت نہیں کرتا پہلے نقاب اٹھاتی ہے پھر جھکی ہوئی نگاہیں آہستہ آہستہ بلند ہوتی ہیں پھر لباس میں تخفیف ہونا شروع ہوتی ہے۔ پھر آرائش اور بناؤ سنوار میں یہ جذبہ کارفرما ہوتا ہے۔ کہ لوگ دیکھیں اور شوق و قدردانی کی نگاہ سے دیکھیں۔ ہوتا کیوں، بے اعتدالیوں اور برائیوں کا یہ سلسلہ شاخ در شاخ ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ جو عورت پہلی بار چہرے کو بے نقاب کرتے ہوئے پسینہ پسینہ ہو گئی تھی وہ آگے چل کر کلب گھروں میں غیر مردوں سے بغل گیر ہو کر ناچتی اور تھرکتی ہے"

ہمارے جدید دانش ور عورت کو آزادی سے ہمکنار کر کے اس کو قدر و منزلت کے کونسے مقام پر دیکھنا چاہتے ہیں۔ یورپی معاشرے کو چھوڑیئے آپ اپنے معاشرے کے اندر کیا عورت ذلت و رسوائی کے چوراہے پر نہیں کھڑی؟ سوچئے، فکر کیجئے اس طرح ہم عورت کے مقام اور مرتبہ میں اضافہ کر کے اسے اس تقدس سے ہمکنار کر رہے ہیں جس کا معیار اسلام ہمارے

سامنے پیش کرتا ہے یا پھر آپ روم اور یونان کے اس قدیم معاشرے کی طرف رواں دواں ہیں جس کا ذکر میں نے اپنے مضمون کے ابتدائی حصے میں کیا ہے۔ کیا آپ آزادی نسواں کی بات کر کے عورت کی ہمدردی میں رطب اللسان ہیں یا اس کی تباہی و بربادی کی طرف رواں دواں یورپی معاشرے کی ظاہری چکا چوند شاید حقیقت نہ ہو بلکہ حقیقت آپ کو انگلستان کے اندر عدالتی مقدمات میں ملے جہاں سب سے زیادہ مقدمے میاں بیوی کی نجی زندگی کی بے چینی و اضطراب کی چغلی کھاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جس معاشرے میں چند لمحوں کے لئے بجلی بند ہوجائے تو ہزاروں عورتیں حاملہ ہوجاتی ہوں، مسلمانوں کا "آئیڈیل" معاشرہ نہیں کہلاسکتا اور نہ ہی یہ آزادی یا ارتقاء کا کوئی معیار ہے۔ بلکہ یہ ہی حقیقی پستی، حقیقی رسوائی اور حقیقی ذلت ہے۔ اسلامی معاشرے کے اندر تو ایک عورت زیورات سے لدی پھندی ریاست کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک تنہا سفر کرتا لیکن کوئی اسے نظر اٹھا نہیں دیکھتا۔ یہ ترقی کا معیار ہے اور اسی کا نام ارتقاء ہے ارتقاء ہمیشہ اوپر کی جانب ہوتا ہے نیچے کی جانب نہیں ہوتا۔ ثریا اور ثریٰ میں فرق ہے جو ہمارے جدید دانش وروں کی نظر سے اوجھل رہتا ہے۔ مسلمانوں کا آئیڈیل معاشرہ تو وہ ہوسکتا ہے جہاں ایمانی صفات کے لوگ پیدا ہوں۔ ایثار و قربانی جن کا شیوہ ہو اور حق بات کہنا فطرت۔ نیکی سے محبت اور برائی سے جنہیں نفرت ہو۔ اگر ایک عورت ایک معاشرے کے اندر چار ایسے بچوں کو جنم دیکر ان میں یہ صفات پیدا کردیتی ہے تو میرے خیال میں یہ عورت پائلٹ اگر نہ بھی بنے تو بھی معاشرے پر اس کا احسان ہے اس عورت سے اور آپ کیا چاہتے ہیں؟ اگر عورت اپنے بچوں کو اخلاقی تربیت اس طرح کردیتی ہے کہ انہیں نیکی سے لگاؤ پیدا ہوجاتا ہے اور وہ بچے پورے معاشرے کےلئے باعث رحمت ثابت ہوتے ہیں تو ہمارے خیال کے مطابق عورت نے اپنا فرض ادا کردیا۔ عورت صنف نازک ہے خدا کی ایک برگزیدہ تخلیق کہ جب تک ازواجی زندگی کا بائیکاٹ نہ کردے درس و تدریس جیسی ذمہ داریوں سے انصاف نہیں برت سکتی چہ جائیکہ عورت سے کسی عظیم دنیاوی کارنامے کی توقع رکھی جائے۔ جو عورتیں تاریخ کے صفحات میں اپنے سیاسی کارناموں کی وجہ سے مشہور ہیں ان کا اگر تجزیہ کریں تو ننانوے فی صد عورتیں ایسی ہیں جن کی کوئی ازواجی زندگی نہیں۔ اس لئے ہمارے جدید دانش وروں کا یہ وہم ہے کہ عورت جب تک گھر سے نکل کر مردوں کے شانہ بشانہ کام نہیں کرتی قوم ترقی نہیں کرسکتی۔ بلکہ اس کے برعکس عورت جب تک ہمارے بچوں کی صحیح اخلاقی تربیت نہیں کرتی اس وقت ہمارا کوئی مسئلہ حل نہیں ہوسکتا۔ جدید مسائل میں ایک بڑا ہاتھ ان لوگوں کی خباثت طبع کا ہے جن کی اخلاقی تربیت صحیح بنیادوں پر نہیں ہوسکی۔ یہ اخلاقی تربیت اس وقت تک ناممکن ہے جب تک عورت کی توجہ کا مرکز اس کا اپنا گھر نہیں ہوجاتا۔ یہ بات ہماری نہیں بلکہ خدا اور اس کے رسول کی بات ہے جس کی ترجمانی اس دور میں ہم کررہے ہیں۔ عورت جس کی تخلیق ہے اور جو خالق ہے وہی بہتر جانتا ہے کہ عورت کو کن لائنوں پر چلانا ہے اور اس سے کام کیا لینا ہے۔

نقاب سے نفرت محض مغربی معاشرے کی نقالی ہے۔ یہ درست ہے کہ نقاب فرنگی تہذیب پر گراں گذرتا ہے اور اس نے پردے کو تنزل کا نشان بھی قرار دیا ہے۔ لیکن یہ بات ہمارے لئے پریشانی کا باعث ہرگز نہیں ہے۔ ہمارے لئے خدا اور اس کے رسول کے احکامات سے روگردانی پریشانی کا باعث ہے۔ جس بات کو قرآن نے مسلمانوں کےلئے لازم قرار دے دیا ہے اور جسے محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود معاشرے کے اندر رائج کیا ہے اس سے انحراف ذلت و رسوائی نہیں تو پھر ہمارا ایمان ناقص ہے۔ اگر دینی اقدار سے غداری کا نام ترقی ہے تو معاف کرنا یہ بغاوت کبھی حقیقی ترقی میں تبدیل نہیں ہوگی۔ آپ نے پچھلے کئی برسوں میں اس کا تجربہ کرلیا ہے اور آئندہ بھی یہ تجربات ہمارے سامنے ہیں۔ وحی الٰہی ہمارے لئے حجت ہے اور وحی الٰہی جسے اعزاز و تکریم تقدس و احترام کی دلیل قرار دیتی ہے۔ اسے مغربی ماحول یا مغربی معاشرہ اگر "شرم کا داغ" قرار بھی دے تو ہماری بلا سے جناب مولانا ابو اعلیٰ مودودی نے اپنی کتاب "پردہ میں ایسے ہی مسلمان جدید دانشوروں کے بارے میں صحیح لکھا ہے"

اپ ہیں ترقی کے خواہشمند آپ کو درکار ہے تہذیب، آپ کے لئے وہ مذہب کیسے قابل اتباع ہوسکتا ہے جو خواتین کو شمع انجمن بننے سے روکتا ہے حیاء اور پردہ داری عفت مابی کی تعلیم دیتا ہے۔ بھلا ایسے مذہب میں ترقی کہاں، ایسے مذہب کو تہذیب سے کیا واسطہ؟ ترقی اور تہذیب کے لئے تو ضروری ہے کہ عورت۔۔۔۔ نہیں لیڈی صاحبہ باہر نکلنے سے پہلے دو گھنٹے تک اپنے تمام مشاغل سے دست کش ہو کر صرف اپنی تزئین و آرائش میں مشغول ہو جائیں، تمام جسم کو معطر کریں، رنگ و وضع کی مناسبت سے انتہا درجہ کا جاذب نظر لباس زیب تن فرمائیں، مختلف قسم کے غازوں سے چہرے اور باہوں کی تنویر بڑھائیں، ہونٹوں کو لپ سٹک سے مزین کریں۔ کمانِ ابرو کو درست اور آنکھوں کو تیراندازی کے لئے چست کرلیں۔ اور ان سب کرشموں سے مسلح ہو کر گھر سے نکلیں تو شان یہ ہو کہ ہر کرشمہ دامنِ دل کھینچ کھینچ کر " جا ایں جااست " کی صدا لگا رہا ہو"

آگے چل کر تحریر کرتے ہیں

" جیسا کہ ہم بار بار کہہ چکے ہیں اسلام اور مغربی تہذیب کے مقاصد میں بعد المشرقین ہے اور وہ شخص سخت غلطی کرتا ہے جو فطری نقطہ نظر سے اسلامی احکام کی تعبیر کرتا ہے۔ مغرب میں اشیاء کی قدر و قیمت کا جو معیار ہے۔ اسلام کا معیار اس سے بالکل مختلف ہے۔ مغرب جن چیزوں کو نہایت اہم اور مقصود حیات سمجھتا ہے۔ اسلام کی نگاہ میں ان کی کوئی اہمیت نہیں اور اسلام جن چیزوں کو اہمیت دیتا ہے مغرب کی نگاہ میں وہ بالکل بے قیمت ہیں۔ اب جو مغربی معیار کا قائل ہے اس کو تو اسلام کی ہر چیز قابل ترمیم ہی نظر آئے گی۔ وہ اسلامی احکام کی تعبیر کرنے بیٹھے گا تو ان کی تحریف کر ڈالے گا۔ اور تحریف کے بعد بھی ان کو اپنی زندگی میں کسی طرح نصب نہ کر سکے گا۔ کیونکہ قدم قدم پر قرآن اور سنت کی تصریحات اس کی مزاحمت کریں گی ایسے شخص کو عملی طریقوں کے جزئیات پر نظر ڈالنے سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ جن مقاصد کے لئے ان طریقوں کو اختیار کیا گیا ہے وہ خود کہاں تک قابل قبول ہیں۔ اگر وہ مقاصد سے ہی اتفاق نہیں رکھتا تو حصول مقاصد کے طریقوں پر بحث کرنے اور ان کو مسخ و محرف کرنے کی فضول زحمت کیوں اٹھائے؟ کیوں نہ اس مذہب کو ہی چھوڑ دے جس کے مقاصد کو وہ غلط سمجھتا ہے۔ اور اگر اسے مقاصد سے اتفاق ہے تو بحث صرف اس میں رہ جاتی ہے کہ ان مقاصد کے لئے جو عملی طریقے تجویز کئے گئے ہیں وہ مناسب ہیں یا نامناسب۔ اور اس بحث کو بآسانی طے کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ طریقہ صرف شریعت کے لوگ ہی اختیار کرسکتے ہیں۔ رہے منافقین تو وہ خدا کی پیدا کی ہوئی مخلوقات میں سب سے ارذل مخلوق ہیں۔ ان کو یہی زیب دیتا ہے کہ دعویٰ ایک چیز پر اعتقاد رکھنے کا کریں اور در حقیقت اعتقاد دوسری چیز پر رکھیں"

اظہارِ تعزیت

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

مجلس احرارِ اسلام چیچا وطنی کے بزرگ راہنما محترم جناب شیخ عبدالغنی صاحب کی والدہ ماجدہ اور شیخ عبدالواحد، عبدالاحد، اور عبدالماجد کی دادی صاحبہ گزشتہ دنوں چیچا وطنی میں انتقال فرماگئیں! تمام اراکینِ ادارہ محترم شیخ صاحب اور مرحومہ کے دیگر لواحقین سے دلی اظہارِ تعزیت کرتے ہیں۔ اللہ جل شانہٗ مرحومہ کے درجات بلند فرمائے اور مغفرت فرمائے (آمین)

مجلس احرارِ اسلام تلہ گنگ ضلع چکوال کے بزرگ رہنما مولانا حافظ عبدالرحمٰن گزشتہ دنوں وفات پا گئے۔ آپ قیامِ پاکستان سے قبل مجلس احرارِ اسلام سے وابستہ ہوئے، حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ سے بے پناہ محبت

(بقیہ صفحہ ۵۵ پر)

الحاج محمد حسن چغتائی مدظلہ

ماضی کے جھروکے سے

وزیر اعظم پنجاب سر سکندر حیات سڑک کے کنارے کھڑا منتظر تھا
مگر چودھری افضل حق نے ملاقات سے انکار کر دیا

غالباً یہ اس دور کی بات ہے جب حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مرحوم برسراقتدار تھے۔ یا اقتدار کے لئے کوشاں تھے حضرت مولانا عبدالحمید رضوانی (پروفیسر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور جو جامعہ عباسیہ بہاولپور جیسی یگانہ روزگار درسگاہ کے فارغ التحصیل عالم دین اور پھر جامعہ ہی کے قابل فخر استاد رہے تھے قومی تحریکات میں ان کا اہم کردار تھا مجلس حزب اللہ مرکزیہ کی صدارت کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ اور ۱۹۳۶ء میں احرار کانفرنس منعقدہ کھروڑ پکا کی صدارت کے فرائض انجام دیئے) وہ کسی شخص کے ہمراہ دارالعلوم مدنیہ بہاولپور ہی میں تشریف لائے۔ وہاں اتفاق سے مولوی سید محمد علی شاہ مرحوم عثمان پوری بھی موجود تھے جو اس وقت کسی روزنامہ اخبار کا مطالعہ کر رہے تھے وہ ان دنوں جمعیت العلماء اسلام کے نظام سے بھی کچھ تعلق رکھتے تھے۔ کسی بیان کو بڑھ کر ان الفاظ میں خوشی کا اظہار فرمایا "مفتی محمود صاحب کے کیا کہنے میں نے تو آج تک ایسا کوئی جگر دار بہادر عالم نہ کہیں سنا نہ دیکھا" اس مبالغہ پر مولانا رضوانی نے فرمایا واہ شاہ صاحب واہ! کیا آپ امیر شریعت اور ان کے یگانہ روزگار جانباز ساتھی بھول گئے جنہوں نے ہمیں درس حریت دیا اور باغیرت زندگی بسر کرنے کا سلیقہ سکھایا۔ آج جو کچھ ہے انہیں کے دم قدم سے ہے۔ خدارا! مبالغہ اور حقیقت میں فرق ملحوظ رکھا کریں مفتی صاحب کو جو مقام و مرتبہ ملا ہے انہی بزرگوں سے نسبت کا صدقہ ہے۔ اب تو سیاست دان صبح سے شام تک کئی بولیاں بولتے ہیں تب ایسا نہ تھا۔ آپ کو یاد نہیں تو میں آپ کو اپنا ایک مشاہدہ بتاتا ہوں

"میں ذمہ دارانہ نظام حکومت کی تحریک کے زمانہ میں بہاولپور سے لاہور چلا گیا تھا اور وہاں تحریک کے لئے کام کرتا رہا وہاں مجلس احرار اسلام ہند کے مرکزی دفتر میں مقیم رہا۔ مفکر احرار چودھری افضل حق مولانا مظہر علی اظہر، ماسٹر تاج الدین، مولانا حبیب الرحمن لدھیانوی اور دیگر قائدین سے تحریک کے بارے میں صلاح مشورے ہوتے رہتے تھے اور ساتھ ہی ان کی صحبت سے استفادہ کے مواقع میسر آتے رہے۔

ایک دن کی بات ہے کہ چودھری صاحب اپنے کچھ مرکزی اور علاقائی ساتھیوں کے ہمراہ دفتر میں موجود تھے۔ مہمانوں کی آمد آمد تھی لیکن مجلس احرار کا خزانہ عامرہ خالی تھا۔ مہمان ناشتہ کا انتظار کر رہے تھے۔ چودھری صاحب نے دفتر کے خادم کو ہدایت کی کہ وہ نیچے جا کر مہمانوں کے لئے "احرار بسکٹ" لے آئے۔ تھوڑی دیر میں خادم دفتر میں ایک بڑی طشت میں بھنے ہوئے چنے لے کر آگیا اور دستر خوان بچھا کر اس پر چنے ڈال دیئے مہمانوں نے بسم اللہ کر کے کھانا شروع کیا۔ ابھی چند ہی لمحے گزرے تھے کہ ایک دراز قد خوش پوش نوجوان نے دفتر میں داخل

ہو کر سلام کہا اور بولا کہ میں چودھری صاحب کے نام ایک پیغام لایا ہوں۔ چودھری صاحب فوراً اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بھائی کیا پیغام ہے؟ جس پر وہ مودبانہ انداز سے گویا ہوا "جناب عالی دفتر کے سامنے سڑک کے ایک طرف سر سکندر حیات (وزیر اعظم متحدہ پنجاب) اپنی کار میں موجود ہیں۔ اور آپ سے ملاقات کے لئے چند منٹ کا وقت طلب کرتے ہیں۔ چودھری صاحب نے اپنی مٹھی میں چنے لیتے ہوئے اس کو مخاطب کرکے فرمایا "میرے بھائی ان کو کہہ دیں کہ افضل حق کے پاس آپ سے ملاقات کے لئے کوئی وقت نہیں ہے اور ساتھ ہی آپ کو بھی معلوم رہے کہ دوبارہ اس دفتر میں کوئی پیغام لے کر آنے کی ہرگز جرأت نہ کریں۔

وہ نوجوان سلام کرکے واپس چلا گیا اور چودھری صاحب کی ہدایت کے مطابق پھر دوبارہ واپس نہ آیا مولانا رضوانی کی اس وضاحتی تنبیہ پر سید محمد علی شاہ صاحب مرحوم کی حالت دیکھنے والی تھی ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہ اپنی چوکڑی بھول گئے ہوں یاد رہے کہ مولوی سید محمد علی شاہ صاحب موصوف کی ان کی اپنی علاقائی کامیابی محض حضرت امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے مسلسل دوروں کی مرہون منت تھی۔

سالانہ تنخواہ ایک لاکھ بیس ہزار، ۲۰ لاکھ کی مرسیڈیز، ۸۰ لاکھ کی کوٹھی — انسداد رشوت ستانی کے لئے قائم ایک محکمے کے سربراہ کا بیٹا امریکہ سے پڑھ کر آیا ہے۔ اسی محکمے کے ایک چپڑاسی نے گلبرگ میں ۲۰ لاکھ کا پلاٹ خریدا —

● — زمیندار نے دو ہزار کے بدلے دو عورتوں کو اغوا کرکے بیگار پر لگا دیا، بھائی رہا کرانے آیا تو قتل ہو گیا — ● تھانیدار نے نوجوان کو حراست میں رکھ کر ایک لاکھ تاوان مانگ لیا — ● "پولیس ٹیکس" ادا نہ کرنے سے انکار پر کانسٹیبل نے ٹرک ڈرائیور کو قتل کر دیا

● — میں تلاوت کر رہی تھی کہ ۳۵ مسلح افراد نے زبردستی اغوا کر لیا۔ قریبی کھیتوں میں لے جا کر عزت لوٹتے رہے۔ (بد نصیب اللہ وسائی کا بیان)

یہ تیرا پاکستان ہے، یہ میرا پاکستان ہے۔!

مسلمانو!
قادیانیوں کی معروف کمپنی "شیزان" کی تمام مصنوعات کا بائیکاٹ کیجئے!

ربوہ

حبیب اللہ رشیدی — **احرار کارکنو!**

توحید و ختم نبوت کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دو۔

مرزائیو! اسلام قبول کرلو، تمھاری دنیا و آخرت سنور جائے گی

تیرھویں سالانہ سیرت کانفرنس سے سید عطاالمحسن بخاری کا خطاب

تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبہ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام تیرھویں سالانہ سیرت النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کانفرنس ۱۲ ربیع الاول کو مسجد احرار ربوہ میں منعقد ہوئی۔ جس سے مولانا محمد اسحاق سلیمی، سید محمد کفیل بخاری، مولانا محمد یوسف احرار، مولانا اللہ یار ارشد، قاری محمد یامین گوہر اور دیگر احرار رہنماؤں نے خطاب کیا، نماز ظہر کے بعد مسجد احرار سے ایک زبردست جلوس نکالا گیا جو شہر کے مختلف بازاروں سے ہوتا ہوا مسجد بخاری پہنچ کر اختتام پزیر ہوا۔ شرکاء جلوس نے جس ایمانی جذبہ و غیرت کا مظاہرہ کیا وہ دیدنی تھا۔ تا حد نگاہ فضا میں احرار کے سرخ ہلالی پرچم لہرا رہے تھے اور تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد کے فلک شگاف نعروں نے سرزمینِ کفر و ارتداد پر لرزہ طاری کر دیا تھا۔ جلوس ایوان محمود کے سامنے پہنچ کر کچھ دیر کے لئے رک گیا، سرخ قمیضوں میں ملبوس ہزاروں مجاہد گوش بر آواز تھے۔ قائد تحریک تحفظ ختم نبوت ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاالمحسن بخاری مدظلہ نے حجازی لے میں خطبہ مسنونہ اور آیات قرآنی تلاوت فرمائیں تو پورا ماحول قرآن کی تاثیر میں ڈوب گیا۔ شاہ جی نے پر جوش انداز میں احرار وفاداروں کو خطاب کرتے ہوئے کہا اے وفا کے راہیو! احرار کے جاں نثار ساتھیو! میں خوش ہوں اور میری خوشی بے کراں ہے کہ آج کفر و ارتداد کے مرکز ربوہ میں توحید و ختم نبوت کا ابدی پیغام گونج رہا ہے۔ یہ سب مجلس احرار اسلام کے اکابر کی مخلصانہ جدوجہد اور شہداء ختم نبوت کی لازوال قربانی کا نتیجہ ہے۔ دین نام ہی ایثار و قربانی کا ہے۔ اس دین کی بنیادوں میں خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پوتر خون شامل ہے۔ اصحاب رسول علیہم الرضوان نے اپنے خون گوشت اور ہڈیوں سے ایسی عمارت تعمیر کی ہے جسے کبھی زوال نہیں آسکتا۔ میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ دنیاوی مفادات اور کاروبار چھوڑ کر ہم فقیروں کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے یہاں کشاں کشاں چلے آتے ہیں۔

احرار ساتھیو! آپ کو ہم سے کیا لینا ہے یہ محض دین کی تڑپ ہے جو آپ کو یہاں کھینچ لائی ہے۔ میں اور آپ سب دین مصطفوی کے نوکر چاکر ہیں۔ ہم جب تک زندہ ہیں اللہ کی توحید اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ختم نبوت کا پیغام گمراہ انسانوں تک پہنچاتے رہیں گے۔ یہی وہ پیغام ہے جس نے کفر و شرک کی ضلالتوں میں لتھڑی ہوئی انسانیت کو مطہر کردیا، دلوں کی تاریک بستیوں میں اجالا کردیا اور معاشرہ انسانی کو اعلیٰ اخلاقی اقدار سے منور کردیا۔

میں آج پھر سنت رسول علیہ السلام پر عمل کرتے ہوئے اپنے گمراہ دوستوں، مرزائیوں کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ مرزائیو! مجھے دکھ ہے کہ تمہارے دل توحید و ختم نبوت کی روشنیوں سے محروم ہیں تم ایک بار اس راہ پر چل کر تو دیکھو جب تمہارے قلوب و اذہان توحید ختم نبوت کی روشنیوں سے آشنا ہوگئے تو پھر تمہیں دنیا کی کوئی

روشنی اچھی نہیں لگے گی۔ تم ایک ایسے شخص کو نبی مانتے ہو جو وقت کی جابر اور کافر حکومت کا غلام بے دام اور عقیدہ ختم نبوت کا قزاق تھا۔ کتنے دکھ اور بد بختی کی بات ہے کہ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے باغیوں میں تمہارا شمار ہوتا ہے۔ آؤ! آج کے دن عہد کرو اور اللہ کے حضور سر بسجود ہو کر سچے دل سے توبہ کر کے اللہ اور اس کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کا اعلان کر دو۔ تم مسلمان ہو کر زمانے میں معزز ہو جاؤ گے اور تمہاری دنیا و آخرت سنور جائے گی۔

شاہ جی نے سرخ پوش احرار کارکنوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ جب تک زندہ رہو نبی کریم ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے لئے زندہ رہو۔ اور اس آفاقی اور ابدی پیغام کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچا دو۔ اس راہ کی صعوبتوں، کلفتوں اور مشکلات کو سینے سے لگا کر آگے بڑھتے رہو۔ تمہارا کام سنانا ہے، منوانا نہیں۔ دین حق کا پیغام اپنی آئندہ نسلوں تک پہنچانا تمہارا دینی فریضہ ہے۔ اس فریضہ سے اعراض ایمان کی جانکنی اور شعور کی موت ہے۔

جلوس مسجد بخاری پہنچا تو مولانا محمد اسحاق سلیمی نے اختتامی دعا کے ساتھ جلوس کے اختتام کا اعلان کیا۔

مروان ہاشمی

ملتان

احتجاج، احتجاج، احتجاج

شاہ گردیز بم دھماکے میں سید عطاالمحسن بخاری اور دیگر علماء کو بے گناہ ملوث کیا گیا ہے

علماء کو بے گناہ قرار دیکر مقدمہ خارج کیا جائے

ملتان کی مختلف سیاسی سماجی اور تاجر تنظیموں کا متفقہ مطالبہ

۹ ستمبر کی شب ملتان کے معروف شیعہ مرکز شاہ یوسف گردیز میں اچانک بم کے دو دھماکے ہوئے جس کے نتیجہ میں دو افراد موقع پر جاں بحق ہو گئے اور کئی زخمی ہوئے۔ شیعہ گروہ نے اس مقدمہ میں اہل سنت کے مقتدر اور مرکزی رہنماؤں کو بے گناہ ملوث کیا۔ مجلس احرار اسلام کے مرکزی جنرل سیکرٹری ابن امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاالمحسن بخاری مدظلہ، سپاہ صحابہ پاکستان کے سرپرست اعلیٰ مولانا ضیاالرحمن فاروقی اور پنجاب کے صدر مولانا سلطان محمود ضیا پر الزام عائد کیا کہ ان کے ایماں پر دو اشخاص خالد محمود کھوکھر اور سلیم فوجی نے یہ تخریبی کارروائی کی ہے۔ خالد محمود کھوکھر سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس کے مقامی رہنما ہیں اور سلیم فوجی کے متعلق کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے؟ اس کا نام کیوں دیا گیا اور اس سے شیعہ کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ سپاہ صحابہ کے رہنماؤں نے اس شخص کے متعلق لاعلمی کا اظہار کیا ہے کہ وہ ایسے ہرگز نہیں جانتے اس وقت خالد محمود کھوکھر گرفتار ہو کر شامل تفتیش ہو چکے ہیں جبکہ پولیس باقی نامزد علماء کی بھی تفتیش کر رہی ہے۔

اس حادثہ کے فوراً بعد پورے شہر میں احتجاج کی ایک زبردست لہر اٹھی اور تمام مکاتب فکر سراپا احتجاج بن گئے منظور آباد چوک ملتان میں ایک زبردست احتجاجی جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں علماء کرام کو بے گناہ ملوث کرنے

شدید غصے کا اظہار کیا گیا اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ علماء کرام کا نام مقدمہ سے خارج کیا جائے۔

جمعیت علماء اسلام کے رہنما شیخ محمد یعقوب، سید خورشید عباس گردیزی، مولانا غلام فرید جماعت اسلامی کے امیر ملک وزیر غازی ایڈووکیٹ، محمد عقیل صدیقی پاکستان جمہوری پارٹی کے حکیم محمود خان، شیخ محمد اسلم جامعہ خیر المدارس کے مہتمم قاری محمد حنیف جالندھری، مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا عزیزالرحمان مجلس احرار اسلام کے سردار عزیزالرحمان سنجرانی اور شہر کی تاجر تنظیموں نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں جھوٹا مقدمہ خارج کرنے، نامزد علماء کو بری کرنے اور اصل مجرموں کو گرفتار کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

ڈسٹرکٹ اینڈ ہائی کورٹ بار کے معزز وکلاء نے علماء کو بے گناہ ملوث کرنے پر شدید احتجاج کے ساتھ ساتھ اس مقدمہ کے سلسلہ ایک ڈیفنس کمیٹی تشکیل دی جس میں ستر وکلاء شامل ہیں۔ علاوہ ازیں شہر کے دو ہزار معززین نے اپنے دستخطوں کے ساتھ انتظامیہ کو ایک یادداشت ارسال کی ہے جس میں مقتدر علماء کرام کو اس سانحہ میں بے گناہ ملوث کرنے پر شدید احتجاج کرتے ہوئے اسے ملک کے خلاف ایک گھناؤنی سازش قرار دیا ہے۔

اس واقعہ کے اثرات ملتان سے باہر ملک کے دیگر شہروں پر بھی مرتب ہوئے، مجلس احرار اسلام لاہور کے مولانا محمد یوسف احرار، میاں محمد اویس، ظفر اقبال ایڈووکیٹ، رانا محمد فاروق مرید کے سے حکیم محمد صدیق تارڑ سیالکوٹ سے سالار عبدالعزیز، محمد ادریس عمر، گوجرانوالہ سے صوفی محمد سلیم، عبدالمتین چودھری ایڈووکیٹ (ساہیوال) عبداللطیف خالد چیمہ (چیچاوطنی) حافظ محمد صدیق (کمالیہ) مولانا اللہ بخش فانی (میاں چنوں) ابوسفیان تائب، حافظ محمد کفایت اللہ (حاصل پور) مولانا محمد اسحاق سلیمی (گڑھا موڑ) ہارون الرشید (قائم پور) قاری عبدالعزیز (بہاولپور) سید محمد ارشد بخاری ایڈووکیٹ (احمد پور شرقیہ) مرزا عبدالقیوم بیگ (خانپور) مولانا فقیر اللہ رحمانی، حافظ محمد اشرف (رحیم یار خان) چودھری گلزار احمد، چودھری بشارت علی (صادق آباد) شفیع الرحمان، ریحان محمود (کراچی) مولانا اللہ یار ارشد (ربوہ) قاری محمد یامین گوہر (چنیوٹ) اور ملک کے مختلف شہروں میں اس سانحہ میں علماء کو بے گناہ ملوث کرنے پر شدید احتجاج کیا ہے ان راہنماؤں نے اپنے اپنے بیانات میں کہا ہے کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ دھماکہ دراصل شیعوں کی اپنی دہشت گردی کا شاخسانہ ہے۔ وہ ملک بھر میں اہل سنت پر اغوا، قتل و غارت گری اور دہشت گردی کی صورت میں مظالم ڈھا رہے ہیں۔ امام باڑوں میں اسلحہ کے ذخائر موجود ہیں۔ وہی اسلحہ ان کے اپنے لئے وبال جان بن گیا ہے اور اس حادثہ کے باعث بھی ان کا اپنا رکھا ہوا اسلحہ ہی ہے۔

شیعہ ملک بھر میں اہل سنت کے خلاف جارحیت کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اس قسم کی بزدلانہ حرکتوں سے وہ اپنے مذموم مقاصد میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ علماء کرام کو بے گناہ قرار دیکر مقدمہ خارج کیا جائے اور انہیں بری کیا جائے۔ انہوں نے خدشہ ظاہر کیا کہ اگر اس قسم کی تخریبی کاروائیاں جاری رہیں تو ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کے شعلے بھڑک اٹھیں گے اور خانہ جنگی کا ماحول پیدا ہو جائے گا حکومت ان حالات کا بروقت نوٹس لے اور تخریب کاروں کا تعاقب کر کے انہیں قرار واقعی سزا دے۔ جس طرح گزشتہ دو برسوں سے علماء قتل ہو رہے ہیں۔ یہ صریحاً ظلم اور جارحیت ہے گزشتہ چند ماہ سے اس میں خاصی تیزی آگئی ہے جو ملک و قوم کے لئے زبردست نقصان دہ ثابت ہوگی حکومت اس کا فوری تدارک کرے اور ملک میں امن و امان برقرار رکھنے میں سنجیدگی کے ساتھ عمل کرے۔

بقیہ از ص ۶

اور نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات پر، جنہیں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے تمام اھلِ ایمان کی مائیں قرار دے کر تقدس و احترام کا انتہائی مرتبہ بخشا ہے، تبرّا بھیجنے یعنی سب و شتم کرنے یا گالیاں دینے کو اپنا مذہبی فریضہ قرار دیتے ہیں اور اس پر علی الاعلان عمل بھی کرتے ہیں۔ اپنی ماتمی مجالس ہی میں نہیں، ان کے ذاکرین ٹیلی ویژن جیسے عوامی ذریعۂ ابلاغ تک پر، بسا اوقات صحابہ کرامؓ کی شان میں ڈھکی چھپی اور کبھی کبھار کھلی کھلی گستاخیوں سے باز نہیں رہتے۔ ان کی طرف سے مسلسل ایسی کتابیں شائع اور عام اسٹالوں پر فروخت ہوتی رہتی ہیں، جن میں قطعی بے بنیاد طور پر صحابہ کرامؓ اور امہات المومنینؓ پر رکیک اور گھناؤنے الزامات لگائے جاتے ہیں

ہر معقول اور حقیقت پسند شخص تسلیم کرے گا کہ تبرّا کا یہ عقیدہ اور اس پر عمل وہ بنیادی سبب ہے جو ہر جگہ اہلِ سنت اور اہلِ تشیع کے درمیان کشیدگی اور فساد کا باعث بنتا ہے سنیوں کی طرف سے جو کچھ ہوتا ہے وہ اسی اشتعال انگیز طرزِ عمل کا ردِ عمل ہے۔ گویا اس کشیدگی کے ذمہ دار خود اہلِ تشیع ہیں اور اس کے خاتمے کا واحد راستہ تبرّا کے اس عمل کا خاتمہ ہے جسے کسی طرح مہذب اور شریفانہ نہیں کہا جا سکتا۔ اس ضمن میں اصل ذمہ داری حکومتِ ایران ہی پر عائد ہوتی ہے کیونکہ وہ دنیا بھر کے شیعوں کا مذہبی اور سیاسی مرجع ہے۔ حکومتِ ایران تبرّا کے طریقے کو ختم کرا دے تو شیعہ سنی کشیدگی کی بنیاد ہی ختم ہو جائے گی۔

(بہ شکریہ ہفت روزہ تکبیر کراچی ۲۶ ستمبر ۱۹۹۱ء)

دعاءِ صحت

مجلس احرار اسلام چکڑالہ کے بزرگ کارکن اور امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھی فتح محمد عرف بابا جوان اور غلام محمد احرار ان دنوں سخت علیل ہیں۔ قارئین ہر دو حضرات کی صحت یابی کے لئے خصوصی دعا فرمائیں۔

(عبدالخالق خلیق، خازن مجلس احرار اسلام چکڑالہ ضلع میانوالی)

مبصر: سید ذوالکفل بخاری

حُسنِ انتقاد

سیرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(قباء سے واقعہ افک تک) جلد ۲ صفحات ۵۵۲

سیرت نگار: شاہ مصباح الدین شکیل ناشر: پاکستان سٹیٹ آئل کمپنی لمیٹڈ (کراچی)

حضور ختمی مرتبت دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کے خدوخال اور اسوۂ حسنہ کے نقوش اجالنے والے کس زمانے میں کم رہے ہیں؟ بصیرت اور سعادت کے اس جادہ پر گامزن رہرووں کی قسمت میں رہنما ہو جانا گویا مقدر کا لکھا ہے۔ اقبال نے ایسے لوگوں کو تمدن آفریں، خلاق آئین جہاں داری لکھا ہے تو یہ بالکل بجا ہے۔ ڈیڑھ ہزار برس ہونے کو آتے ہیں کہ فاران کی چوٹیوں سے یہ ایک آفتاب طلوع ہوا تھا ہدایت اور حریت کا آفتاب! تب سے اب تک اس کی روشنی میں کمی نہیں آئی اس کی مقدس کرنوں کا اجالا عہد بہ عہد جا بجا پھیلتا ہی چلا جاتا ہے۔ ہم اسے نبوت کا شخص اعظم کہہ لیں، سب خاستوں کی غایت اولیٰ کہہ لیں صاحب لولاک لما کہہ لیں یہ سب سچ ہے لیکن سب سے بڑا سچ اس شہادت سے پیدا اور ہویدا ہے جو تاریخ اور تہذیب کے تمام تر زمانی و مکانی حوالوں سے ثابت ہے۔ اور وہ یہ کہ بقول کے

کبھی مرے ذہن کے فلک پر سوال چمکے تو میں نے دیکھا
ترے زمانے کی خاک ان کے جواب تحریر کر چکی ہے

ان ہی "جوابات" کا استفہام اور استکشاف میرے نزدیک سیرت نگاری کا منتہائے کمال ہے اردو میں سیرت نگاری کی اس عظیم روایت کا اولین حوالہ شبلی نعمانی بنتے ہیں پھر ان کے بعد تو گویا عشاق کے قافلے ہیں کہ چلے آتے ہیں سید سلیمان، قاضی سلیمان، ابوالکلام، مناظر احسن، افضل حق، محمد ادریس کاندھلوی، علی میاں، عبدالماجد، ڈاکٹر حمید اللہ...! غرضیکہ کس کس کا نام لیجیے۔

اب جو میں شاہ مصباح الدین شکیل کی کاوش پر نظر ڈالتا ہوں تو بے اختیار انہیں بھی سیرت نگاروں کے اسی زمرہ میں شامل کرنے کو جی چاہتا ہے ان کی سیرت نگاری میں تحقیق، علم، عرفان اور ادبیت کے مختلف رنگ باہم مل کر یوں نکھر آئے ہیں کہ اس سے مدحت نگاری کی نئی راہ ظہور میں آتی محسوس ہوتی ہے۔ واقعات سیرت کی ایک ایک تفصیل (بلکہ رسول گرامی کی ایک ایک ادا) نقشے، خاکے، تصویریں، شجرہ طیبہ کی مرتب تفاصیل، لفظوں کا چناؤ، شعروں کا انتخاب و استعمال، یک مصرعی عناوین، محبت اور تاثیر میں ڈوبا ہوا پیرایۂ بیان، مآخذ و مراجع کے حوالہ جات کا التزام--- اور اس کے ساتھ ساتھ معیاری ہی نہیں مثالی طباعت و تزئین کا اہتمام--- سمجھ میں نہیں آتا کہ اس پر سیرت نگار کو ہدیہ تہنیت و تبریک پیش کیا جائے۔ تو کیونکر اور ناشر ادارے (پی ایس او) کی تحسین و ستائش کی جائے تو کیسے؟ حق تو یہ ہے کہ اس کتاب کو نصاب تعلیم کا حصہ ہونا چاہیے۔!

واقعہ کربلا اور اس کا پس منظر

صفحات ۱۸۴ قیمت ۵۰ روپے

مولف مولانا عطاء اللہ بندیالوی ناشر: المکتبہ الحسینیہ بلاک ۱۸ سرگودھا

تاریخ میں دو ہی چیزوں کو اہمیت ملتی ہے واقعات اور شخصیات! تاریخ کا اپنا ایک عمل ہے اور اپنا ہی نظام عمل! تاریخ کی تدوین، اس کا مطالعہ، اس کا تجزیہ اور پھر اس کا فلسفہ۔۔ یہ سب اسی نظام کا حصہ ہیں۔ تاریخ کے حوالے سے راستی اور ناراستی کی بات سامنے آتی ہے تو سوَرخ براہ راست زیر بحث آتا ہے کہ یہ سب فن تاریخ کی مقتضیات اور لوازم ہیں اب ہمارے ہاں المیہ یہ ہے کہ صدیوں کی محنت سے فن، علم اور عقیدہ میں تمیز (یا "فرق مراتب") کا سوال ہی خارج از بحث کر دیا گیا ہے۔ نتیجۃً بناوٹی عقائد کو بناوٹی تاریخ سے ثابت کیا جارہا ہے اور بناوٹی تاریخ عقیدہ کے درجہ پر فائز ہورہی ہے۔ یہی وہ سازش ہے جس کا شکار ہوکر سچے دین کے ماننے والے بھی دینی معتقدات اور تاریخی روایات کو خلط ملط کر رہے ہیں انجام کار یہ کہ حقائق کی جو تصویر ابھرتی ہے اس کا ایک رخ مغالطہ اور مبالغہ سے تو دوسرا رخ دجل و تلبیس سے عبارت ہوتا ہے۔ واقعہ کربلا کے باب میں بعینہ یہی کچھ روا رکھا گیا عملاً بھی اور قولاً بھی!

سانحہ کربلا ظہور اسلام سے تہتر، چوہتر برس بعد وقوع پذیر ہوتا ہے۔ یہ ایک واقعہ ہے اور اس میں ایک نمایاں شخصیت ہے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی! اب تاریخ کو اس واقعہ سے اور اس شخصیت سے بحث کرنا ہے۔ اصولاً اس میں اسباب و علل آئیں گے واقعہ کی تفصیلات آئیں گی اس کے اثرات کا جائزہ آئیگا اور نمایاں شخصیت کے مقام و مزاج کا تذکرہ ہوگا لیکن ظلم یہ ہے کہ یہی کچھ نہیں ہوتا! ہوتا یہ ہے کہ اسلام کی تاریخ کا آغاز کربلا سے ثابت کرنے کی تحریک چلائی جاتی ہے۔ منظم، خفیہ اور مسلسل! سیدنا حسین کو "بنائے لا الہ" کہا جاتا ہے اور ایک نئے دین، نئی تاریخ کی نیو رکھی جاتی ہے۔ تفصیل کا محل نہیں صرف ایک حوالہ۔۔۔ یہ "مکالمہ" ہے ناناؐ اور نواسےؓ کے مابین!

> حضرت نے فرمایا۔۔۔ میری راحت دل تو قتل کیا جائیگا۔ جناب امام حسین نے عرض کی۔۔۔ اے نانا! کس جرم و گناہ پر مجھے قتل کیا جائیگا؟ حضرت بولے۔۔۔ تو معصوم جرم و خطا سے، لیکن شفاعت میری امت کی موقوف ہے تیری شہادت پر! (خلاصۃ المصائب ص ۱۲۷)

غور فرمایا آپ نے! لیکن صاحب یہ تاریخ نہیں طرفہ تماشا ہے ذرا ایک نظر اسی ناناؐ کی اس "حدیث" پر بھی ڈالئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام سے فرمایا کہ۔۔ اے علی! اپنے بیٹوں کو اپنے شیعوں سے بچانا، وہ انہیں قتل کر دیں گے (کافی ص ۲۶۰ ج ۸)

اب اور سنیئے راہی کرب و بلا حسین عالی مقام (رضی اللہ عنہ) سفر کربلا میں اپنا تاریخی "فتویٰ" صادر فرماتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ

> بے شک ہمارے شیعوں نے ہمیں ذلیل و رسوا کر دیا (خلاصۃ المصائب ص ۴۹)

یہی وہ تضاد بیانیاں ہیں جو بناوٹی تاریخ اور بناوٹی دھرم کی حقیقت و اصلیت جاننے کے لئے حقائق و شواہد کا کام دیتی ہیں۔ سچ یہی ہے کہ واقعہ کربلا اور اس کے پس منظر کی حقیقت، افسانہ ساز سبائی سورخوں سے معلوم کرنا گویا ابلیس کے ہاتھ پر اسلام قبول کرنا ہے۔

محترم مولانا محمد عطاءاللہ بندیالوی کی زیر تبصرہ تالیف بھی اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے اور اس موضوع پر موجود تحقیقی و علمی کتب میں ایک وقیع اضافہ ہے مولانا کے بیان کا انداز سہل، دل نشیں، مدلل اور باحوالہ ہے۔ البتہ زبان کے معاملہ میں انہیں دو چار مقام پر ٹھوکر لگی ہے۔ کتاب کی ترتیب کو بھی مزید بہتر بنایا جاسکتا تھا۔ لیکن موجودہ حالت میں بھی کتاب خوبصورت اور لائق مطالعہ ہے

(۱) بہادر لڑکی (۲) نومولود بچوں کا کلام کرنا

قیمت ۲، ۲ روپے مرتب حافظ ارشاد احمد دیوبندی

بچوں کی تعلیم اور تربیت کے نقطہ نظر سے لکھے گئے یہ چھوٹے چھوٹے کتابچے مقصدی ادب کا اعلیٰ نمونہ ہیں قرآن و حدیث اور تاریخ اسلام سے سبق آموز واقعات اور حکایات کا انتخاب کرنا، انہیں سادہ اور دلچسپ انداز میں ضبط تحریر میں لانا اور بچوں کی نفسیات کے عین مطابق اس تحریر میں کہانی کا رنگ بھرنا۔ نظر بظاہر یہ کام زیادہ مشکل معلوم نہیں ہوتا۔۔ لیکن بازاروں اور گھروں میں اوٹ پٹانگ اور لچر قسم کی چھوٹی چھوٹی مطبوعہ کہانیوں کی بہتات اس حقیقت کو ظاہر کرتی ہے کہ دوسرے اور تیسرے درجہ کے پیشہ ور لکھاری تو قوم کے مستقبل کی "تربیت و تعلیم" میں ہمہ وقت منہمک ہیں جبکہ صحیح الفکر اہل قلم کو ان کی سہل انگاری اور بے توفیقی مجرمانہ غفلت میں غلطاں کئے ہوئے ہے۔

محترم حافظ ارشاد احمد دیوبندی مدظلہ مستند عالم دین اور مشاق لکھاری ہیں انہوں نے تہذیب اطفال کے محاذ پر اتنے جاندار کام کا آغاز کر کے پوری قوم پر احسان کیا ہے۔ زیر نظر کتابچے ماہانہ سلسلہ اشاعت کا پہلا اور دوسرا حصہ ہیں۔ پہلے حصے (ایک بہادر لڑکی) میں ہسپانیہ (سپین) میں ایک مسلمان شہزادی کے تن تنہا عیاش عیسائی حکمرانوں سے ٹکر لینے اور اپنی جان کی بازی تک لگا دینے کا واقعہ بڑی جذباتی فضا میں تحریر کیا گیا ہے دوسرے حصے (نومولود بچوں کا کلام کرنا) میں قرآن اور حدیث میں مذکور پانچ منتخب واقعات کی تفصیل دی گئی ہے اسلوب تحریر ایسا ہے کہ اس میں بچوں کی دلچسپی کا عنصر بدرجہ اتم موجود ہے۔ یہ انتہائی مفید کتابچے ۲، ۲ روپے میں افضل حق لائبریری، ظاہر پیر ضلع رحیم یار خان سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔ تجارت یا تبلیغ کی غرض سے خریدنے والے حضرات کو یہ کتابچے ۱۰۰ روپے فی سینکڑہ کی خصوصی رعایت کے ساتھ مل سکتے ہیں۔

بقیہ از صفحہ ۴۶

رکھتے تھے۔ تمام عمر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور استیصالِ مرزائیت کی جدوجہد میں بتا دی انہوں نے نصف صدی تک بھرپور اجتماعی زندگی گزاری وہ جامع مسجد غلہ منڈی میں طویل عرصہ مقیم رہے، کافی عرصہ مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستہ رہے مگر گزشتہ کئی ماہ سے مجلس احرارِ اسلام کے مرکز مسجد سیدنا ابوبکر صدیقؓ میں قیام پذیر تھے مرض الموت میں ان کی خدمت کی سعادت مجلس احرارِ اسلام کو حاصل ہوئی اللہ جل شانہٗ ان کے حسنات قبول فرمائے، سیئات درگزر فرمائے اور اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے (آمین) قارئین مرحومین کے لئے دعاءِ مغفرت کا خصوصی اہتمام فرمائیں

اراکین ادارہ ان کے لواحقین اور ملتان کے احرار کارکنوں سے تعزیت کرتے ہیں، اور ان کے غم میں شریک ہیں۔ (ادارہ)

دعاءِ مغفرت:۔ مولانا حافظ نذیر احمد صاحب (استاذ علوم شرعیہ ساہیوال) کی والدہ ماجدہ اور احرار کارکن حافظ محمد احمد معاویہ کی دادی صاحبہ انتقال فرما گئی ہیں ـــــ مجلس احرار اسلام چیچہ وطنی کے رکن جناب محمد عمر عامر کے والد گرامی حافظ مشتاق احمد صراف رحلت فرما گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ قارئین سے درخواست ہے کہ وہ مرحومین کی مغفرت کے لئے خصوصی دعاء فرمائیں

اراکین ادارہ لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہیں۔ ادارہ

محمد اکرام تائب

دفتروں میں لوگ سب بیٹھے ہیں منہ کھولے ہوئے

ووٹ کی خاطر مرے گھر کا جو کرتے تھے طواف
اب مجھے وہ آسماں پر بھی نظر آتے نہیں،
کل تلک وہ جو ترستے تھے کھجوروں کے لئے
آج سیدھے مُنہ سے وہ انگور بھی کھاتے نہیں،
شومئ قسمت سے جن کا کوئی بھی افسر نہ ہو
زندگی میں وہ مقامِ زندگی پاتے نہیں،
دفتروں میں لوگ سب بیٹھے ہیں منہ کھولے ہوئے
بَرملا رشوت طلب کرتے ہیں شرماتے نہیں،
روز بنتے ہیں کچہری میں وہی جھوٹے گواہ،
سال میں اک دن بھی جو مسجد کبھی جاتے نہیں،
جب تلک مُٹھی کلرکوں کی نہیں ہوتی ہے گرم!
کِس جگہ فائل پڑی ہے ہم کو بتلاتے نہیں،
مُنتقلی جب سے اُنہیں ملنے لگی ہے دوستو!
اَب کبھی چالان کی تکلیف فرماتے نہیں،
مُلک سے باہر وُہی شائد نہیں اب تک گئے
کام جو کرتے ہیں تائب ناچتے گاتے نہیں،

آئیے۔ اللہ کی رضا اور اجر حاصل کیجئے۔!

ہمارے دینی ادارے اور مستقبل کے منصوبے

مسلمان توجہ فرمائیں

★ — مجلسِ احرارِ اسلام دینی انقلاب کی داعی ہے۔ دینی انقلاب — دینی مزاج اور دینی ماحول پیدا کیے بغیر ممکن نہیں۔ ۱۹۲۹ء سے آج تک احرار نے بیسیوں تحریکوں کو جنم دیا اور پروان چڑھایا۔ احرار کی سب سے بڑی، مضبوط اور زندہ تحریک **تحریکِ ختمِ نبوت** ہے۔

★ — پاکستان سے پہلے اور پاکستان کے بعد احرار نے سینکڑوں دینی ادارے قائم کیے جن سے اُمتِ مُسلمہ میں دینی مزاج عام اور دینی قوتوں میں اضافہ ہوا۔ اکابرِ احرار نے ایک بات شدت سے محسوس کی کہ جب تک دینی ادارے بُنیادی طور پر احرار کی نگرانی میں نہیں چلتے اُس وقت تک یکجہتی پیدا ہونا مشکل امر ہے۔ لہٰذا ہم نے اُمتِ مسلمہ کے تعاون سے اندرون و بیرونِ مُلک دینی ادارے قائم کئے ہوئے ہیں جن کی مختصر تفصیل یوں ہے :

★ مدرسہ معمورہ ——— مسجدِ نور، تغلق روڈ ملتان

★ مدرسہ معمورہ ——— دارِ بنی ہاشم، پولیس لائنز روڈ ملتان ۔ فون : ۷۲۸۱۲

★ مدرسہ محمودیہ معمورہ ——— ناگڑیاں ضلع گجرات ———

★ جامعہ ختمِ نبوت ——— مسجد احرار متصل ڈگری کالج ربوہ ۔ فون نمبر : ۸۸۶ ———

★ مدرسہ ختمِ نبوت ——— سرگودھا روڈ ربوہ ———

★ دارُالعلوم ختمِ نبوت ——— چیچہ وطنی ۔ فون نمبر : ۲۹۵۳ ——— ۲۱۱۲

★ مدرسہ ابوبکر صدیق ——— تلہ گنگ ضلع چکوال ———

★ یُوکے ختمِ نبوت مشن ——— (ہیڈ آفس) گلاسگو، برطانیہ ———

یہ ادارے سرگرمِ عمل ہیں۔ ان کے اخراجات اور آئندہ کے منصوبے، مسجد احرار ملتان، مدرسہ معمورہ کے بڑھتے ہوئے کام کے پیشِ نظر زمین کی خرید اور تعمیرِ نو، دفاتر کا قیام، بیرونی ممالک میں مُبلّغین کی تعیناتی اور اداروں کا قیام، پچاس کتابوں کی اشاعت —— یہ تمام کام اُمتِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تعاون سے ہوگا۔ یہ کام آپ ہی نے کرنا ہے۔

تعاون آپ کریں دُعا، ہم کرینگے اور اجر اللہ پاک دینگے — آئیے، آگے بڑھئے اور اجر کمائیے

سید عطاءُ المحسن بخاری
مُدیر مدارس التحفیظ والمساجد
دارِ بنی ہاشم ○ پولیس لائنز روڈ ○ مُلتان
ترسیلِ زر کے لئے : اکاؤنٹ نمبر : ۲۹۹۳۲ حبیب بنک لمیٹڈ حسین آگاہی ملتان

Monthly Ph: 72813
NAQEEB-E-KHATM-E-NUBUWWAT
Regd No. L8755. Multan.
Vol. No.

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَنَا خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

جامع مسجد ختمِ نبوّت

دارِ بنی ہاشم — مہربان کالونی — ملتان

زیراہتمام، تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ (شعبۂ تبلیغ) عالمی مجلس احرارِ اسلام پاکستان

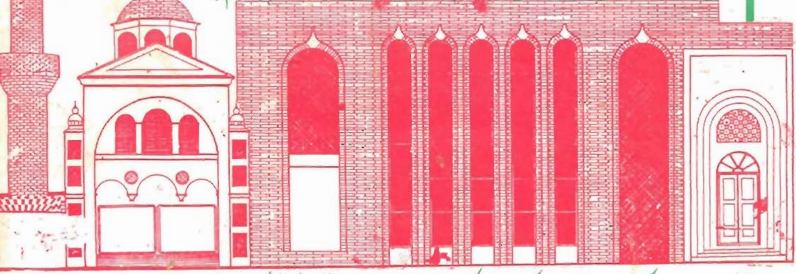

مسجد کی چھت مکمل ہو چکی ہے بقیہ تعمیر کی تکمیل میں بھرپور حصہ لیں، نقد یا سامانِ تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرمائیں،

(ترسیلِ زر کے لئے)

ابن امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری

دارِ بنی ہاشم - مہربان کالونی - ملتان

اکاؤنٹ نمبر: ۲۹۹۳۲، حبیب بنک حسین آگاہی ملتان